Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 1

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

29 صفر 1435 ہجری قمری 2 صلح 1393 ہش 2 جنوری 2014ء

اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

یادرکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہوجاتا ہے غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہوسکتے جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کُند ہوتا ہے ہماری جماعت کو چاہئے کل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’یہ بھی یاد رکھو ہمارا طریق نرمی ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کرے۔ تمہاری آواز تمہارے مقابل کی آواز سے بلند نہ ہو۔ اپنی آواز اور لہجہ کو ایسا بناؤ کہ کسی دل کو تمہاری آواز سے صدمہ نہ ہووے۔ ہم قتل اور جہاد کے واسطے نہیں آئے بلکہ ہم تو مقتولوں اور مُردہ دلوں کو زندہ کرنے اور ان میں زندگی کی روح پھونکنے کو آئے ہیں۔ تلوار سے ہمارا کاروبار نہیں نہ یہ ہماری ترقی کا ذریعہ ہے ہمارا مقصد نرمی سے ہے اور نرمی سے اپنے مقاصد کی تبلیغ ہے۔ غلام کو وہی کرنا چاہئے جو اس کا آقا اس کو حکم کرے۔ جب خدا نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے۔ تو ہم کیوں سختی کریں۔ ثواب تو فرماں برداری میں ہوتا ہے۔ اور دین تو سچی اطاعت کا نام ہے نہ یہ کہ اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی تابعداری سے جوش دکھاویں۔

یادرکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہوجاتا ہے۔ گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونو جمع نہیں ہوسکتے جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کُند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نُصرت نہیں دیئے جاتے۔ غضب نصف جنون ہے جب یہ زیادہ بھڑکتا ہے تو پورا جنون ہوسکتا ہے۔

ہماری جماعت کو چاہئے کل ناکردنی افعال سے دور رہا کریں۔ وہ شاخ جو اپنے تنے اور درخت سے سچا تعلق نہیں رکھتی وہ بے پھل رہ جاتی ہے۔ سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کاربند نہ ہوگے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں۔

جسے نصیحت کرنی ہو اسے زبان سے کرو۔ ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ (النحل:126) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو۔ اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے یُؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ (البقرۃ:270)

مگر یاد رکھو جیسی یہ باتیں حرام ہیں ویسے ہی نفاق بھی حرام ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ کہیں پیرایہ ایسا نہ ہو جاوے کہ اس کا رنگ نفاق سے مشابہ ہو۔ موقعہ کے موافق ایسی کارروائی کرو جس سے اصلاح ہوتی ہو۔ تمہاری نرمی ایسی نہ ہو کہ نفاق بن جاوے اور تمہارا غضب ایسا نہ ہو کہ بارود کی طرح جب آگ لگے تو ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔ بعض لوگ تو غصہ سے سودائی ہوجاتے ہیں اور اپنے ہی سر میں پتھر مار لیتے ہیں۔ اگر ہمیں کوئی گالی دیتا ہے تب بھی صبر کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کے پیر و مرشد کو گالیاں دی جاویں یا اس کے رسول کو ہتک آمیز کلمے کہے جاویں تو کیسا جوش ہوتا ہے مگر تم صبر کرو اور حلم سے کلام کرو۔

ایسا نہ ہو کہ تمہارا اس وقت کا غصہ کوئی خرابی پیدا کردے جس سے سارا سلسلہ بدنام ہو یا کوئی مقدمہ بنے جس سے سب کو تشویش ہو۔ سب نبیوں کو گالیاں دی گئی ہیں۔ یہ انبیاء کا ورثہ ہے۔ ہم اس سے کیونکر محروم رہ سکتے تھے۔ ایسے بن جاؤ کہ گویا مسلوب الغضب ہو تم کو گویا غضب کے قویٰ ہی نہیں دیئے گئے۔

دیکھو اگر کچھ بھی تاریکی کا حصہ ہے تو نور نہیں آئے گا۔ نُور اور ظُلمت جمع نہیں ہوسکتے۔ جب نُور آجائے گا تو ظلمت نہیں رہے گی۔ تم اپنے سارے ہی قویٰ کو پورے طور سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا دو جو جو کمی کسی قوت میں ہو اسے اس پان والے کی طرح جو گندے پان تلاش کر کے پھینک دیتا ہے اپنی گندی عادات کو نکال پھینکو اور سارے اعضاء کی اصلاح کرلو۔ یہ نہ ہو کہ نیکی کرو اور نیکی میں بدی ملا دو۔ توبہ کرتے رہو۔ استغفار کرو۔ دعا سے ہر وقت کام لو۔ ولی کیا ہوتے ہیں۔ یہی صفات تو اولیاء کے ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھ، ہاتھ، پاؤں غرض کوئی عضو ہو، مَنۡشَاءِ اِلٰہی کے خلاف حرکت نہیں کرتے۔ خدا کی عظمت کا بوجھ ان پر ایسا ہوتا ہے کہ وہ خدا کی زیارت کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے پس تم بھی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 103 تا 105 مطبوعہ ربوہ)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

گزشتہ قسط میں قارئین اخبار ''منصف'' مورخہ 29.11.13 میں شائع صفی الرحمن مبارکپوری صاحب کی کتاب ''قادیانیت اپنے آئینے میں'' کی دسویں قسط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کئے جانے والے شراب خوری کے اعتراض کا جواب ملاحظہ کرچکے ہیں۔ آگے معترض نے

''دادعیش'' کی سرخی کے تحت لکھا :

''مرزا جس امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہتا تھا اُس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُس نے اپنی دوسری بیوی کیلئے سونے چاندی اور ہیروں کے جو زیورات بنوائے تھے ان کی مجموعی قیمت اُس دور ارزانی میں چار ہزار روپے سے زیادہ تھی دیکھئے 'ضرورت امام' صفحہ ۴۶''

اما الجواب : پس واضح ہو کہ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ معترض نے کسی ذاتی تحقیق کی بنا پر یہ اعتراض نہیں کیا بلکہ محض مکھی پر مکھی ماری ہے۔ اگر جناب معترض اس اعتراض کو ہو بہو نقل کرنے سے قبل ضرورت الامام پڑھ بھی لیتے تو حقیقت ان پر واضح ہو جاتی لیکن ہمارا خیال ہے کہ شاید ان پر حقیقت واضح نہ ہوتی کیونکہ انہوں نے تو مذکورہ کتاب کا اصل نام جاننے کی بھی زحمت نہیں کی اور اسے بہت ہی نایاب اعتراض سمجھ کر بدحواسی میں ضرورت الامام کو ضرورت امام لکھ بیٹھے۔ ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو۔ اس قسم کی غلطیاں اکثر کاتب کے متھے مڑھ دی جاتی ہیں۔ لیکن خدا کے حضور کاتب انہیں نہیں بچائے گا انہیں خود ہی اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ معترضانہ موشگافیاں ''الرحیق المختوم'' اور دیگر 'دینی خدمات' پر بھاری پڑیں۔

بہر حال یہ تو ایک ضمنی بات تھی اصل حقیقت یہ ہے کہ اول تو ضرورت الامام کے صفحہ ۴۶ پر ایسی کوئی بات حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کردہ ہے ہی نہیں جس میں آپ نے یہ بیان کیا ہو کہ آپ نے اپنی بیوی کے لیے سونے چاندی اور ہیروں کے زیورات بنوائے ہیں جس کی قیمت چار ہزار سے زائد ہے۔

دوسرے یہ کہ ضرورت الامام کے جس صفحہ ۴۶ کا اُنہوں نے حوالہ دیا ہے وہاں منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پرگنہ بٹالہ کا بیان ملتا ہے جو انہوں نے ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کی خدمت میں ۳۱؍اگست ۱۸۹۸ء کو پیش کیا اور وہ یہ ہے۔

''مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گروی رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے۔''

اب اس جگہ واضح ہو کہ اول تو یہ بیان آپؑ کا نہیں بلکہ تفتیش کار کا ہے اور اس میں بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ آپؑ نے اپنی زوجہ کو سونے چاندی اور ہیروں کے زیورات بنا کر دیئے بلکہ یہ لکھا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کے پاس اپنا باغ رہن رکھ کر بعض دینی ضروریات کیلئے ۴ ہزار روپئے کے زیورات اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا۔

یہودیانہ تحریف کا ایسا نمونہ مخالفین احمدیت کی تحریرات کے سوا کہیں نہیں ملے گا۔

معترض کے اس جھوٹ کی قلعی اس بات سے بھی کھل جاتی ہے کہ آگے چل کر سیرت المہدی جلد دوم صفحہ ۲۶۴ کے حوالے سے اُنہوں نے لکھا :

''اس (یعنی سیدنا حضرت مسیح موعودؑ ۔ ناقل) نے صرف ۵ ہزار روپئے کے لیے اپنی جائداد دوسری بیوی کے نام تیس سال کیلئے رہن رکھ دی اور ظاہر یہ کیا کہ یہ رقم ایک دینی ضرورت کے لیے لے رہا ہوں۔''

اس سارے بیان سے معترض کی بدنیتی اور فریب کاری واضح ہوجاتی ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ لکھتے ہیں کہ (حضرت) مرزا (صاحب) نے اپنی بیوی کو سونے چاندی اور ہیروں کے زیورات بنوا کر دیئے جن کی مجموعی قیمت ۴۰۰۰ روپئے تھی اور اس سے (حضرت) مرزا (صاحب) کے امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کا اندازہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف اُن کا خود کا اقرار موجود ہے کہ آپ نے اپنی زوجہ کے نام مبلغ ۵۰۰۰ روپے کے لیے اپنی زمین رہن رکھ دی۔

تعجب ہے کہ جو شخص اس قدر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہتا ہو کہ اس ارزانی میں اپنی بیوی کو ۴۰۰۰ روپئے کے زیورات بنوا کر دے اس کو اپنی جائداد اپنی بیوی کے پاس رہن رکھ کر پیسے لینے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنی زمین جائداد وہی شخص رہن رکھتا ہے جس کے پاس روپیہ نہ ہو۔

اب سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ پھر وہ زیور آپ کی زوجہ کے پاس کہاں سے آیا؟ تو واضح ہو کہ ایک موٹی عقل رکھنے والے شخص کو بھی یہ فہم وادراک حاصل ہے کہ جب ایک عورت بیاہ کر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے تو اس کے مائیکے والے اپنے حسب حال ضرور کچھ زیورات یا نقدی تحفۃً اُسے دیتے ہیں اور سسرال کی طرف سے بھی کچھ نہ کچھ زیور اسے ضرور ملتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ زیور حضرت مسیح موعودؑ نے ہی اپنی زوجہ کو دیئے تھے تو اس میں بھی کوئی حیران ہونے والی یا خلاف شرع بات نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ حضرت مسیح موعودؑ ایک معزز مغل خاندان کے چشم و چراغ تھے اور آپ کے والد قادیان اور اردگرد کے دیہات کے رئیس اور زمیندار تھے۔ عین ممکن ہے کہ آپ کو ورثہ میں اپنے حصہ کی غیر منقولہ جائداد کے ساتھ منقولہ جائداد زیورات وغیرہ کی شکل میں ملی ہو اور وہ زیور آپ نے تحفۃً اپنی شریک حیات کو دیئے ہوں۔

اگرچہ پختہ شواہد اس بات کے نہیں ملتے کہ آپ کے پاس کوئی منقولہ جائداد از قسم زیورات وغیرہ تھی جیسا کہ منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار بٹالہ نے بھی اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں لکھا ہے۔ پھر وہ شریک حیات بھی کس قدر دولت استغنا سے مالا مال تھی کہ اس نے اپنا سارا زیور اور نقدی آپؑ کی دینی ضروریات کیلئے آپ کے قدموں پر نچھاور کردیا۔

تاریخ اسلام میں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی سوائے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے جنہوں نے آنحضورؐ کے عقد سعید میں آتے ہی اپنا سارا مال و دولت آپ کے قدموں میں لاکر رکھ دیا اور آپ نے اُسے دین کی راہ میں یعنی مخلوق خدا کی بھلائی کے کاموں میں صرف کیا۔

سبحان اللہ ! آقا و غلام میں کیسی عمدہ مشابہت ہے۔ اگر آقا مخلوق خدا کی ہمدردی سے سرشار ہے تو غلام بھی اپنے آقا کی پیروی کی تمام راہوں کو اختیار کرنے کیلئے اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار نظر آتا ہے۔ افسوس کہ معترض نے محض جھوٹی علمیت کے اظہار کیلئے بنا سوچے سمجھے منہ کھولا اور غلام پر کیا ہوا وار اس کے آقا پر پڑا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے اور ایسے معترض پر ایک شہاب ثاقب کی طرح گرتے تھے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم آقا اور غلام دونوں کے خلاف کوئی نازیبا لفظ نہیں سن سکتے۔ یا اللہ! تو خود ان ظالموں سے حساب لے اور اسلام کے ان چھپے ہوئے دشمنوں کو بے نقاب کر!

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بقول معترض ''مرزا یہ ظاہر کرتا تھا کہ اس کے اتنے کافی مرید ہیں اور ایسے مخلص ہیں کہ اگر پچاس ہزار روپئے کی ضرورت پڑ جائے تو فوری فراہم ہوسکتے ہیں لیکن صرف ۵ ہزار روپئے کیلئے اپنی جائداد اپنی بیوی کے نام رہن رکھی اور ظاہر یہ کیا کہ دینی ضرورت کے لیے لے رہا ہوں جبکہ دینی ضروریات کیلئے رقم فراہم کرنا مریدوں کا کام تھا۔''

تفصیل کے لیے معترض نے لکھا کہ رسالہ فتح اسلام دیکھیں۔ اس سے معترض نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ گویا رسالہ فتح اسلام کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے انہوں نے یہ بات لکھی ہے جبکہ ان کے اعتراضات پر ایک سرسری نظر سے ہی واضح ہوجاتا ہے کہ اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنے کی موصوف نے قطعاً زحمت گوارا نہیں کی۔ رسالہ فتح اسلام میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی ایسی روحیں عطا کی ہیں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک سے دریغ نہیں۔ اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کردیتے۔ اس ضمن میں آپ نے خصوصاً حضرت مولانا نورالدین صاحب اور چند دوستوں کا ذکر کیا۔ آپؑ نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کا ایک خط بھی نقل کیا جس میں آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کو لکھا کہ ''حضرت پیرو مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ اگر میرا سارا مال و دولت دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔''

تو واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی سعید روحیں عطا کی تھیں کہ ۵۰ ہزار روپئے تو کیا وہ لاکھوں کروڑوں بھی آپ کے قدموں میں نچھاور کرسکتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی سوچ چونکہ الٰہی نور سے مستنیر تھی، آپؑ چند گنتی کے لوگوں کو نہیں بلکہ پوری اُمت مسلمہ کو خواب غفلت سے بیدار کرکے اسلام کے خلاف ہونے والی کاروائیوں کے مدمقابل اٹل چٹان کی مانند کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :

''یہ نہایت درجہ کی بے رحمی ہے کہ ایسے جان نثار پر وہ سارے فوق الطاقت بوجھ ڈال دیئے جائیں جن کو اُٹھانا ایک گروہ کا کام ہے۔ ۔ ۔ یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے۔'' (فتح اسلام صفحہ ۳۷)

جہاں تک معترض کے اس قول کا تعلق ہے کہ آپ نے ظاہر یہ کیا کہ میں یہ رقم ایک دینی غرض کے لیے لے

(باقی صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بات کہو جو سب سے اچھی ہے۔ اور اچھی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔

قولِ سدید کا معیار اللہ تعالیٰ کے احسن حکموں میں سے ایک ہے۔

بہت سے احسن قول ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔ نیکی کے راستے اختیار کرنا اور بتانا احسن ہے اور برائی سے روکنا اور رُکنا احسن ہے۔

احسن قول اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف بھی لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر انسان کی محبت دوسرے انسان سے بھی پیدا کرتا ہے۔

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔

اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔

ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

یہی سب سے احسن قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہوگا۔

میں آسٹریلیا کی جماعت کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو یاد رکھیں کہ دعوتِ الی اللہ، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے لیکن اس کے لئے، اس کے ساتھ اور اس کام کو کرنے کے لئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ اہلیہ مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 ؍ اکتوبر 2013ء بمطابق 18 اخاء 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الہدیٰ، سڈنی، آسٹریلیا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 8 نومبر 2013 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا۔ (بنی اسرائیل: 54)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: اور تُو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

جیسا کہ آپ نے ترجمہ سے سن لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بات کہو جو سب سے اچھی ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔ اور اچھی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ''عِبَادِیْ'' کا لفظ استعمال کیا ہے کہ ''میرے بندے۔'' ہمیں اس بات کا پابند کر دیا کہ جو میرے بندے ہیں یا میرے بندے بننے کی تلاش میں ہیں ان کی اب اپنی مرضی نہیں رہی۔ ان کو اپنی مرضی چھوڑ کر میری مرضی کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور اچھائیوں اور ان اچھی باتوں کی تلاش کرنی چاہئے جو مجھے یعنی خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔

اس کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں یوں فرمائی ہے کہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ: 187) اور اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا ہدایت پا جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''عِبَادِیْ'' یعنی میرے بندے کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لائے ہیں۔ (ماخوذ از جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 146)

وہی عِبَادِیْ میں شامل ہیں اور عِبَادِیْ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قریب ہیں۔ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے خدا تعالیٰ سے دور ہیں۔''

پس سچا عِبَادِیْ بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہر حکم کو مانیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں۔ اور جب یہ کیفیت ہوگی تو ہر قسم کی بھلائیوں کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے وہی بات کریں، کہا بھی کریں اور کیا بھی کریں جو خدا تعالیٰ کو اچھی لگتی ہے تو پھر لازماً اپنے ایمان کو بڑھانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی ہوگی۔ اپنے عمل اس طرح ڈھالنے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے اور احسن ہیں اور خوبصورت ہیں۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم عمل تو کچھ کر رہے ہوں اور باتیں کچھ اور ہوں۔ ہمارے عمل تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہوں لیکن دوسروں کو اُس کے مطابق جو اللہ اور رسول کے حکم ہیں ہم نصیحت کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے قول و فعل کے تضاد کو گناہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ (الصف: 3) کہ اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف: 4) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

پس قول و فعل کا تضاد اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند ہے بلکہ گناہ ہے۔ ایک طرف ایمان کا دعویٰ اور دوسری طرف دورنگی یہ دونوں جمع نہیں ہوسکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کرلو کہ انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 43-42۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

یعنی سچی گفتگو بھی ہو اور جو گفتگو کر رہا ہے اس کا عمل بھی اس کے مطابق ہو، اگر نہیں تو پھر وہ فائدہ نہیں دیتی۔ پس يَقُوْلُ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَن یہ ہے کہ وہ بات کہو جو اَحْسَن ہے اور کسی بندے کی تعریف کے مطابق اَحْسَن نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کے مطابق اَحْسَن ہے۔ نیکیوں کو پھیلانے والی ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے۔

ہر انسان اپنی پسند کی تعریف کر کے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہے اس لئے وہ مومن ہوگیا۔ ایک شرابی یہ کہے کہ میں شراب پیتا ہوں اور تم بھی پی لو، جو میں کہتا ہوں وہ کرتا ہوں تو یہ نیکی نہیں ہے

اور نہ ہی یہ احسن ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہاں اس معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں آزادی کے نام پر کتنی بے حیائیاں کی جاتی ہیں اور کھلے عام کی جاتی ہیں اور ٹی وی اور انٹرنیٹ پر اور اخباروں میں ان بے حیائیوں کے اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ فیشن شو اور ڈریس شو کے نام پر ننگے لباس دکھائے جاتے ہیں۔ تو بے شک ایسے لوگوں کے قول اور فعل ایک ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ مکروہ اور گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں یہ۔ پس بعض لوگ اور نوجوان ایسے لوگوں سے متاثر ہو جاتے ہیں کہ بڑا کھرا ہے یہ آدمی۔ جو کچھ ظاہر میں ہے وہی اندر بھی ہے دورنگی نہیں ہے۔ تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہے کہ یہ دورنگی نہ ہونا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ بے حیائیوں کا اشتہار دینا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہے۔ پس اس معاشرے میں رہنے والے نوجوانوں، مردوں، عورتوں کو ایسے ماحول سے بچنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے ہمیشہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:6) پر چلنے کی دعا کرنی چاہئے۔ شیطان سے بچنے کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے جو توقعات رکھتا ہے جن کا اُس نے ایک مومن کو حکم دیا ہے اُن کی تلاش کرنی چاہئے۔ اُن احسن چیزوں کو تلاش کرنے کی کوشش اور اُس کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے قرب کی نشاندہی فرماتا ہے۔ اپنی رضا کے طریق اُنہیں سکھاتا ہے۔ بندے کی نیکیوں پر خوش ہو کر اس کے عمل اور قول کی یک رنگی کی وجہ سے بندے کو ثواب کا مستحق بناتا ہے۔ ان باتوں کی تلاش کے لئے ایک مومن کو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی چاہئے تا کہ احسن اور غیر احسن کا فرق معلوم ہو، ان کی حقیقت معلوم ہو اور ان لوگوں میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ نے عِبَادِیْ کہہ کر پکارا ہے۔ ان کی دعاؤں کی قبولیت کی انہیں نوید اور بشارت دی ہے۔ ہم احمدیوں پر تو اس زمانے میں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے قول اور فعل میں مطابقت رکھیں گے اور ہر وہ کام کریں گے اور اس کے لئے ہر کوشش کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک احسن ہے۔ ہمارے قول فعل میں یک رنگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی احسن باتوں کے لئے ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کریں گے جہاں سینکڑوں حکم دیئے گئے ہیں۔ احسن اور غیر احسن کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی قرب کی راہوں کے پانے والے بن جاؤ گے۔ یہ کرو گے تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنو گے۔

بعض باتوں کی اس وقت مَیں یہاں نشاندہی کرتا ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (آل عمران:111) یعنی تم سب سے بہتر جماعت ہو جسے لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں یا عباد الرحمن کا مقام حاصل کرنے والوں کی جماعت کو یہاں سب انسانوں سے بہتر جماعت فرمایا ہے۔ کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق احسن کو اپنے قول و فعل میں قائم کیا ہوا ہے۔ اس لئے بہتر ہیں کہ نیکی کی ہدایت کرتے ہیں۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے کی بجائے اس ہدایت کی تلقین کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنا قرب دلانے کے لئے دی ہے۔ فرمایا کہ تم لوگ اس لئے بہتر ہو خیر اُمّت ہو کہ بدی سے روکتے ہو۔ ہر گناہ اور برائی سے آپ بھی رکتے ہو اور دوسروں کو بھی رکنے کی تلقین کرتے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ سکو اور پھر یہ کہ تمہارا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہے اس لئے تم خیر اُمّت ہو۔ تم اس یقین پر قائم ہو کہ خدا تعالیٰ میرے ہر قول و فعل کو دیکھ رہا ہے۔ تم اس ایمان پر قائم ہو کہ دنیا کے عارضی رب میری ضروریات پوری نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ جو رب العالمین ہے میری ضروریات پوری کرنے والا ہے اور میری دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اور پھر یہ قول ایسا ہے، یہ بات ایسی ہے جس کو دنیا کو بھی بتاؤ کہ تمہاری بقا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق جوڑنے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے اور چلنے سے ہے۔ دنیاوی آسائشوں اور عیاشیوں میں نہیں ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان احسن باتوں اور نیکیوں اور برائیوں کی مزید تفصیل دی ہے۔ مثلاً یہ کہ فرمایا کہ وَالَّذِیْنَ لَایَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا (الفرقان:73)

اور وہ لوگ بھی اللہ کے بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ بزرگانہ طور پر بغیر ان میں شامل ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہاں دو باتوں سے روکا ہے۔ ایک جھوٹ سے، ایک لغو بات سے۔ یعنی جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ کیسا بھی موقع آئے، جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ تمہاری گواہی کا معیار ایسا ہو کہ خواہ اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے کسی پیارے اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ پس یہ معیار ہے سچائی کے قائم کرنے کا۔ یہ معیار قائم ہوگا تو اس احسن میں شمار ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے احسن فرمایا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ نیکیوں میں مزید ترقی ہوتی ہے اور ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ سچائی کے بارہ میں مزید فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا (الفرقان:70) کہ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچ دار نہ ہو بلکہ سچی، کھری اور سیدھی ہو۔

یہ وہ سچائی کا معیار قائم رکھنے کے لئے احسن ہے جس کو کرنے اور پھیلانے کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے جائزے لیں تو سچائی کے یہ معیار نظر نہیں آتے۔ ہر قدم پر نفسانی خواہشات کھڑی ہیں۔ اگر ہم جائزہ لیں، کتنے ہیں ہم میں سے جو بوقت ضرورت اپنے خلاف گواہی دینے کو تیار ہو جائیں، اپنے والدین کے خلاف گواہی دیں، اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دیں اور پھر یہ معیار قائم کریں کہ اُن کی روزمرہ کی گفتگو، کاروباری معاملات وغیرہ جو ہیں ہر قسم کی پیچ دار باتوں سے آزاد ہوں۔ کہیں نہ کہیں یا تو ذاتی مفادات آڑے آ جاتے ہیں یا قریبیوں کے مفادات آڑے آ جاتے ہیں۔ یا اَنائیں آڑے آ جاتی ہیں اور غلطی ماننے کو وہ تیار نہیں ہوتے۔ ان باتوں کو پیچ دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اپنی جان بچائی جائے تا کہ اپنے مفادات حاصل کئے جائیں۔

قولِ سدید کا معیار اللہ تعالیٰ کے احسن حکموں میں سے ایک ہے۔ یا یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی احسن ہے کہ سچائی بغیر کسی ایچ پیچ کے ہو۔ اگر اس حکم پر عمل ہو تو ہمارے گھروں کے جھگڑوں سے لے کر دوسرے معاشرتی جھگڑوں تک ہر ایک کا خاتمہ ہو جائے۔ نہ ہمیں عدالتوں میں جانے کی ضرورت ہو، نہ ہمیں قضا میں جانے کی ضرورت ہو۔ صلح اور صفائی کی فضا ہر طرف قائم ہو جائے۔ اگلی نسلوں میں بھی سچائی کے معیار بلند ہو جائیں۔

پھر سچائی کے معیار کے حصول کی نصیحت کے ساتھ مزید تاکید یہ فرمائی کہ جن مجالس میں سچائی کی باتیں نہ ہوں، گھٹیا اور لغو باتیں ہوں ان سے فوراً اٹھ جاؤ۔ جہاں خدا تعالیٰ کی تعلیم کے خلاف باتیں ہوں ان مجالس میں نہ جاؤ۔ اب یہ گھٹیا اور لغو باتیں اس زمانے میں بعض دفعہ لاشعوری طور پر گھروں کی مجلسوں میں یا اپنی مجلسوں میں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ نظام کے خلاف بات ہوتی ہے۔ کئی دفعہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ عہدیداروں کے خلاف اگر باتیں ہیں، اگر نیچے اُس پر اصلاح نہیں ہو رہی تو مجھ تک پہنچائیں۔ لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر جب وہ باتیں کرتے ہیں تو وہ لغو باتیں بن جاتی ہیں۔ کیونکہ اس سے اصلاح نہیں ہوتی۔ اُس میں فتنہ اور فساد اور جھگڑے مزید پیدا ہوتے ہیں۔

پھر اس زمانے میں ٹی وی پر گندی فلمیں ہیں۔ انٹرنیٹ پر انتہائی گندی اور غلیظ فلمیں ہیں۔ ڈانس اور گانے وغیرہ ہیں۔ بعض انڈین فلموں میں ایسے گانے ہیں جن میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر مانگا جا رہا ہوتا ہے، یا اُن کی بڑائی بیان کی جا رہی ہوتی ہے جس سے ایک اور سب سے بڑے اور طاقتور خدا کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ یا یہ اظہار ہو رہا ہو کہ یہ دیوی دیوتا جو ہیں، بت جو ہیں، یہ خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی لغویات ہیں، شرک ہیں۔ شرک اور جھوٹ ایک چیز ہے۔ ایسے گانوں کو بھی نہیں سننا چاہئے۔

پھر فیس بک (Facebook) ہے یا ٹوئٹر (Twitter) ہے یا چیٹنگ (Chatting) وغیرہ ہیں۔ کمپیوٹر وغیرہ پر مجالس لگی ہوتی ہیں۔ اور ایسی بیہودہ اور ننگی باتیں بعض دفعہ ہو رہی ہوتی ہیں، جب ایک دوسرے فریق کی لڑائی ہوتی ہے تو پھر بعض نوجوان وہ باتیں مجھے بھی بھیج دیتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ پہلے خود ہی اُس میں شامل بھی ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی شریف آدمی اُن کو دیکھ اور سُن نہیں سکتا۔ بڑے بڑے اچھے خاندانوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس میں شامل ہوتے ہیں اور اپنا ننگ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ایک احمدی کے لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو تو حکم ہے کہ تم احسن قول کی تلاش کرو۔ اُس احسن کی تلاش کرو جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بنو اور جو لعنت ایسے لوگوں پر پڑنی ہے اُس سے بچ سکو۔ بہر حال بہت سے احسن قول ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں بتائے ہیں۔ نیکی کے راستے اختیار کرنا اور بتانا احسن ہے اور برائی سے روکنا اور رُکنا احسن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے ایک حقیقی عبد سے یہی فرماتا ہے کہ احسن قول تمہارا ہونا چاہئے۔ ایک جگہ فرمایا وَلِکُلٍّ وِّجْھَۃٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ۔ (البقرۃ:149) کہ یعنی ہر ایک شخص کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پر مسلط کر لیتا ہے۔ تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Mob.: 9900077866, Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

پس جب نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش ہوگی تو قول اور عمل دونوں احسن ہوں گے۔ اُس کے مطابق ہوں گے جو خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ اگر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش ہوگی تو یقیناً پھر شیطان سے اور اُس کے حملوں سے بچنے کی بھی کوشش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جو مَیں نے شروع میں تلاوت کی تھی اس میں فرمایا کہ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۔کہ یقیناً شیطان ان کے درمیان، یعنی انسانوں کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان کے بھی بہت سے معنی ہیں۔ اکثر ہم جانتے ہیں۔ شیطان وہ ہے جو رحمان خدا کے حکم کے خلاف ہر بات کہنے والا ہے۔ تکبر، بغاوت اور نقصان پہنچانے والا ہے اور اس طرف مائل کرنے والا ہے۔ حسد کی آگ میں جلنے والا ہے۔ نقصان پہنچانے والا ہے۔ دلوں میں وسوسے پیدا کرنے والا ہے۔

غرض کہ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر وہ بات جو احسن ہے اور جس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے تا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا ہوں، شیطان اُس کے الٹ حکم دیتا ہے۔ نَزْغ یا اَلنَّزْغ کا مطلب ہے، ’’شیطانی باتیں‘‘ یا مشورے جن کا مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا اور فساد پیدا کرنا ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ شیطان انسان کے لئے ’’عَدُوًّا مُّبِيْنًا‘‘ ہے، کھلا کھلا دشمن ہے۔ اگر تم میرے بندے بن کر اُن تمام احسن باتوں کو نہیں کہو گے اور کرو گے، اُن پر عمل نہیں کرو گے تو پھر رحمان خدا کی بندگی سے نکل کر شیطان کی گود میں گرو گے۔ اور شیطان تمہارے اندر جھوٹ بھی پیدا کرے گا، تکبر بھی پیدا کرے گا، بغاوت بھی پیدا کرے گا اور دوسروں کو نقصان پہنچانے کی طرف بھی مائل کرے گا، دلوں میں وسوسے بھی پیدا کرے گا، حسد کی آگ میں بھی جلائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ رات کو سوتے وقت جو آخری دو سورتیں سورۃ ’’اَلْفَلَق‘‘ اور ’’اَلنَّاس‘‘ ہیں یہ تین دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکا کرو تا کہ شیطانی خیالات اور وسوسوں اور برائیوں سے محفوظ رہو اور اس طرف تمہاری توجہ رہے۔ پڑھ کر یہ بھی خیال رہے کہ ہمیں ان سے محفوظ رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہو کہ ہمیں ان سے محفوظ رکھ۔ احسن بات اُس وقت ہوگی، نیکیوں میں بڑھنے اور شیطان سے بچنے کی حالت بھی اُس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شاملِ حال ہوگی۔ اُس سے دعاؤں کے ساتھ ہدایت طلب کرتے ہوئے اُس کے احکام کی تلاش اور شیطان سے بچنے کی کوشش ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اُس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی رِیا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے‘‘۔ یعنی نماز پڑھنے والے کے دل میں خیالات پیدا کر کے۔ ’’ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں۔ وہ تو اس کا گویا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چُوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رِیا اور عُجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک ملامتی فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سَیّئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے‘‘۔ ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو کہتے ہیں نیکیاں ظاہر نہ کرو اور اپنی برائیاں ظاہر کرو تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ بڑے نیک ہیں۔ فرمایا کہ: ’’وہ اس طرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ ان کے دل میں بھی غیر ہے۔ اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 631-630۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

بہرحال اس سے یہ بھی کوئی نہ سمجھ لے کہ انبیاء کو یہ مقام ملتا ہے اس کی کوشش کی ضرورت نہیں، اس کے علاوہ کسی کو نہیں مل سکتا۔ کئی مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خود بھی فرمایا ہے کہ تم اپنے معیار اونچے کرنے کی کوشش کرتے چلے جاؤ۔ بلکہ فرمایا کہ ولی بنو، ولی پرست نہ بنو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 139۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کو پیش فرما کر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے، اس پر چلنے کی کوشش کرو۔

پس شیطان کے حملے سے بچنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے احسن قول ضروری ہے۔ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ پھر دعا بھی اللہ تعالیٰ نے سکھائی کہ قرآنِ کریم کی آخری دو سورتیں جو ہیں جس میں شیطان کے ہر قسم کے حملوں سے بچنے کی دعا ہے۔

پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔(حٰمٓ سجدہ: 37) اگر تجھے شیطان کی طرف سے کوئی بہکا دینے والی بات پہنچی ہے، ایسی باتیں شیطان پہنچائے جو احسن قول کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی بہت زیادہ دعا کرو۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ یہ امید دلاتا ہے جو سننے والا اور جاننے والا ہے کہ اگر نیک نیتی سے دعائیں کی گئی ہیں تو یقیناً وہ سنتا ہے۔

یہاں یہ بات بھی کھول کر بتا دوں کہ شیطان کے حسد کی آگ جس میں وہ خود بھی جلا اور آدم کی اطاعت سے انکاری ہوا اور باہر نکلا اور پھر انسانوں کو اس آگ میں جلانے کا عہد بھی اُس نے کیا، یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ یہ حسد کی آگ ہی ہے جو معاشرے کی بےسکونی کا باعث ہے۔ پس ہر احمدی کو اس سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر اس سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور بہت گڑگڑا کر دعا کرنی چاہئے۔ شیطان کا حملہ دو طرح کا ہے۔ ایک تو وہ خدا تعالیٰ سے تعلق کو توڑنے اور تڑوانے کے لئے حملے کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کا جو انسان سے تعلق ہے اُسے تڑوانے کی کوشش کرتا ہے۔ جبکہ احسن قول اللہ تعالیٰ سے محبت کی طرف بھی لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر انسان کی محبت دوسرے انسان سے بھی پیدا کرتا ہے۔ یعنی جیسا کہ میں نے پہلے کہا، حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن قول سے ہی ادا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ نعرہ جو ہم لگاتے ہیں، کہ ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہمارے غیر بھی اس نعرہ سے متاثر ہوتے ہیں اور اگر ہماری مجالس میں آئیں تو اس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن ہم آپس میں اس کا اظہار نہ کر رہے ہوں تو یہ نعرہ بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے اور بار بار میں جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ’’رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ‘‘ (الفتح: 30) ایک دوسرے سے بہت رحم کا اور رأفت کا سلوک کرو، پیار و محبت کا سلوک کرو۔ جو ایسے لوگ ہیں وہی صحیح مومن ہیں۔ یہ مومن کی نشانی ہے۔ بڑھ بڑھ کر تقریریں کر کے ہم چاہے جتنا مرضی ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ یہ ہمارا نعرہ ہے ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ پھر یہ بھی ہم پیش کریں کہ جماعت کی اکائی کی ایک مثال ہے۔ یہ جتنی بھی ہماری کوششیں ہوں اس کا حقیقی اثر تبھی ہوگا جب ہم اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں یہ فضا پیدا کریں گے کہ ایک دوسرے سے رحم کا سلوک کرنا ہے، ایک دوسرے سے درگزر کا سلوک کرنا ہے۔ یہ بھی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔ فرمایا وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا (النور: 23) کہ معاف کرو اور درگزر سے کام لو۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا حکم ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتے ہیں لیکن یہ دنیا ایسی ہے جہاں ہر قدم پر شیطان سے سامنا ہے۔ جو بہت سے موقعوں پر ہمارے قول و فعل میں تضاد پیدا کر کے ہمیں اُن باتوں سے دور لے جانا چاہتا ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن اور عبدِ رحمان کو حکم دیا ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان تو اپنا کام کرتا رہے گا، اُس نے آدم کی پیدائش سے ہی اللہ تعالیٰ سے یہ مہلت مانگی تھی کہ مجھے مہلت دے کہ جس کے متعلق تو مجھے کہتا ہے کہ میں اس کو سجدہ کروں اُسے سیدھے راستے سے بھٹکاؤں۔ اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اکثر کو میں ایسے انداز سے بھٹکاؤں گا کہ یہ میرے پیچھے چلیں گے۔ عبدِ رحمان کم ہوں گے اور شیطان کے بندے زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ جو بھی تیری پیروی کرے گا اُسے میں جہنم میں ڈالوں گا۔

اس زمانے میں جیسا کہ مَیں نے مثالیں بھی دی ہیں، بہت سی باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اُن کا صحیح استعمال برا نہیں ہے، لیکن ان کا غلط استعمال برائیوں کے پھیلانے، غلاظتوں کے پھیلانے، گناہوں کے پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی چیزیں نیکیوں کو پھیلانے کا بھی ذریعہ ہیں۔ ٹی وی ہے، معلوماتی اور علمی باتیں بھی بتاتا ہے لیکن بے حیائیاں بھی اس کی وجہ سے عام ہیں۔ اس زمانے میں ٹی وی کا سب سے بہتر استعمال تو ہم احمدی کر رہے ہیں یا جماعت احمدیہ کر رہی ہے۔ میں نے جلسوں کے دنوں میں بھی توجہ دلائی تھی اور اُس کا بعض لوگوں پر اثر بھی ہوا اور انہوں نے مجھے کہا کہ پہلے ہم ایم ٹی اے نہیں

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
LJ
SIGN OF PURITY
Since 1948

دیکھا کرتے تھے، اب آپ کے کہنے پر، توجہ دلانے پر ہم نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا ہے تو افسوس کرتے ہیں کہ پہلے کیوں نہ اس کو دیکھا، کیوں نہ ہم اس کے ساتھ جڑے۔ بعضوں نے یہ اظہار کیا کہ ہفتہ دس دن میں ہی ہمارے اندر روحانی اور علمی معیار میں اضافہ ہوا ہے۔ جماعت کے بارے میں ہمیں صحیح پتہ چلا ہے۔

پس پھر میں یاددہانی کروا رہا ہوں، اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تا کہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی تو اس نے اس عقل کو استعمال کر کے اپنی آسائیوں کے سامان پیدا کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ (الکھف:8) یعنی زمین پر جو کچھ ہے اُسے یقیناً ہم نے زینت بنایا ہے تا کہ ہم اُنہیں آزمائیں کہ کون بہترین عمل کرتا ہے۔

پس یہاں زمین کی ہر چیز کو زینت قرار دے کر اُس کی اہمیت بھی بیان فرما دی۔ ہر نئی ایجاد جو ہم کرتے ہیں اُس کو بھی زینت بتا دیا، اُس کی اہمیت بیان فرمائی لیکن فرمایا کہ ہر چیز کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن اس کا فائدہ تبھی ہے جب احسن عمل کے ساتھ یہ وابستہ ہو۔ پس ہمیں نصیحت ہے کہ ان ایجادات سے فائدہ اُٹھاؤ لیکن احسن عمل مدّ نظر رہے۔ یہ ایجادات ہیں، ان کی خوبصورتی تبھی ہے جب اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کیا جائے یا کام لیا جائے، نہ کہ فتنہ و فساد پیدا ہو۔ اگر احسن عمل نہیں تو یہ چیزیں ابتلا بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے میں نے مثالیں دیں۔ یہ ٹیلی ویژن ہی ہے جو فائدہ بھی دے رہا ہے اور ابتلا بھی بن رہا ہے۔ بہت سے گھر انٹرنیٹ اور چیٹنگ کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔ بچے خراب ہو رہے ہیں اس لئے کہ آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کی مہیا کی گئی چیزوں کا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ حقیقی عبد کے لئے حکم ہے کہ ہمیشہ احسن قول اور احسن عمل کو سامنے رکھو اور کام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ بہر حال قرآنِ شریف کے بے شمار حکم ہیں ہر حکم کی تفصیل یہاں بیان نہیں ہوسکتی۔ ایک بات ہے جس کی طرف مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس بارے میں شروع میں بھی میں کچھ کہہ آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے جو احسن قول کے بارے میں ہمیشہ مدّ نظر رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بہت پسند ہے، فرمایا کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (حم سجدة:34) اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ پس یہ خوبصورت تعلیم اور بات ہے جو ایک حقیقی بندے سے جس کی توقع کی جاتی ہے، کی جانی چاہئے۔ جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی تھی اُس میں فرمایا تھا کہ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ کہ ایسی بات کیا کرو جو سب سے اچھی ہو۔ اور سب سے اچھی وہ باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن اس آیت میں فرمایا کہ یہ سب اچھی باتیں سمٹ کر اس ایک بات میں آجاتی ہیں، اس آیت میں ان کا خلاصہ ہے اور یہی سب سے احسن قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔ اب خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو خود بھی اپنا جائزہ لینا ہوگا کہ وہ خود کس حد تک ان باتوں پر عمل کر رہا ہے جن کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں کیونکہ یہ گناہ ہے۔

پس جیسا کہ مَیں تفصیل سے ذکر کر آیا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو اپنے قول و فعل کو ایک کرنا ہوگا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کرنا ہوگا۔ یہ ہے اعلیٰ ترین مثال اسلامی تعلیم کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ کہ اس سے بڑا قول اور احسن قول کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔ لیکن بلانے کے لئے اپنے عمل بھی وہ بناؤ جو عمل صالح ہیں۔ عمل صالح وہ عمل ہے جو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہے، نیکیوں کو پھیلانے والا ہے، وقت کی ضرورت کے مطابق ہے اور اصلاح کا موجب ہے۔ یہاں عملِ صالح کی ایک مثال دیتا ہوں جس کا براہِ راست اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن آپ کے لئے واضح کرنے کے لئے ضروری بھی ہے۔

اب مثلاً پہلے میں ذکر کر آیا ہوں کہ معاف کرنا اور درگزر سے کام لینا یہ ایک نیک کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ معاف کرنے کی عادت ڈالو لیکن ایک عادی چور کو معاف کرنا یا کسی عادی قاتل کو معاف کرنا احسن کام نہیں ہے، نہ عملِ صالح ہے۔ یہاں عملِ صالح یہ ہوگا کہ معاشرے کو نقصان سے بچانے کے لئے اور برائیوں سے روکنے کے لئے ایسے شخص کو سزا دی جائے جو بار بار یہ غلطیاں کرتا ہے اور جان بوجھ کر کرتا ہے۔ اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے بہتر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ ایسا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ لیکن دعوت الی اللہ کرنے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف دعوتِ الی اللہ کافی نہیں بلکہ اُس کا ہر عمل عملِ صالح ہونا چاہئے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک طرف تو ایک انسان کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانا میرا فرض ہے لیکن دوسری طرف اپنے بیوی بچوں کا حق ادا نہ کر رہا ہو۔ یا عورت اپنے گھر کی نگرانی اور بچوں کی تربیت کی طرف توجہ نہ دے رہی ہو یا دوسرے اسلامی احکامات ہیں اس پر کوئی عمل نہ کر رہا ہو۔ عورت کا لباس جس کے حیا اور تقدس کا اسلام حکم دیتا ہوا اُس کا تو خیال نہ ہو اور تبلیغ کے لئے سرگرمی ہو۔ جب ایسے شخص کی تبلیغ سے کوئی اسلام قبول کر کے پھر قرآنِ کریم کو پڑھے گا تو کہے گا کہ مجھے تو تم نے تبلیغ کی لیکن قرآن تو حیا اور پردے کا بھی حکم دیتا ہے۔ تم تو اس پر عمل نہیں کر رہے۔ اسی طرح اور بہت سی برائیاں ہیں۔ جھوٹ ہے، چغل خوری ہے اور بہت سے غلط کام ہیں۔ ان کی اس وجہ سے معافی نہیں ہو جائے گی کہ کوئی تبلیغ بہت اچھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسن قول کہنے والا عمل صالح کرنے والا بھی ہو اور اس بات کا اظہار کرنے والا ہو کہ میں فرمانبردار ہوں، کامل اطاعت کرنے والا ہوں اور تمام حکموں پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا نعرہ لگانے والا ہوں۔ اور یہی ایک حقیقی مسلمان کی نشانی ہے۔

پس اس حوالے سے میں آسٹریلیا کی جماعت کو بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو یاد رکھیں کہ دعوتِ الی اللہ، اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے لیکن اس کے لئے، اس کے ساتھ اور اس کام کو کرنے کے لئے اپنے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے اور کامل فرمانبرداری اور اطاعت کا نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ ملک جس کی آبادی 23 ملین کے قریب ہے لیکن رقبے کے لحاظ سے بہت وسیع ہے، بلکہ برّاعظم ہے لیکن بہر حال آبادی اتنی زیادہ نہیں ہے اور چند شہروں تک محدود ہے۔ بے شک بعض شہروں کا فاصلہ بھی بہت زیادہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے جلسہ پر بھی کہا تھا کہ لجنہ، خدام اور انصار اور جماعتی نظام کو تبلیغ کے کام کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ ہمارا کام پیغام پہنچانا ہے، نتائج پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر ہم اپنے کام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ نتائج بھی پیدا ہوں گے۔ کوئی ہمیں یہ نہ کہے کہ ہم تو جماعت احمدیہ کو جانتے نہیں۔ اتفاق سے میں نے عید والے دن یہاں سے جو ایم ٹی اے سٹوڈیو کا پروگرام آ رہا تھا دیکھا، تو ہمارے نائب امیر صاحب جو ہیں، خالد سیف اللہ صاحب، یہ بتا رہے تھے کہ 1989ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے عید اور جمعہ یہاں پڑھایا اور مسجد بہت بڑی لگ رہی تھی اور زیادہ سے زیادہ اڑھائی سو کے قریب یہاں آدمی تھے، اور اب اُن کے خیال کے مطابق اڑھائی ہزار کے قریب ہیں۔ اُس وقت تو میرا بھی فوری ردّ عمل یہی تھا کہ الحمدللہ۔ اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ تعداد بڑھائی۔ لیکن جب میں نے سوچا تو ساتھ ہی فکر بھی پیدا ہوئی کہ تقریباً چوبیس سال کے بعد یہ تعداد بھی زیادہ تر پاکستان اور فجی سے آنے والوں کی ہے۔ تبلیغ سے شاید دو چار احمدی ہوئے ہوں اور وہ بھی سنبھالے نہیں گئے۔ چوبیس سال میں یہاں کے لوکل، مقامی چوبیس احمدی بھی نہیں بنائے گئے۔ یعنی سال میں ایک احمدی بھی نہیں بنا۔ یہ تعداد جو بڑھی ہے، وہ یہاں کی تعداد میں

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

اضافہ پاکستان اور فجی کی تعداد میں کمی کی وجہ سے ہوا ہے۔ آسٹریلیا کی جماعت کی کوشش سے نہیں ہوا۔ پس ہمیں حقائق سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں اور ان کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ یہ فکر کی بات ہے۔ کم از کم میرے لئے تو یہ بہت فکر کی بات ہے۔ اسی طرح لوکل لوگوں کے علاوہ یعنی جو لوگ شروع میں یہاں آکر آباد ہوئے، جو اَب اپنے آپ کو آسٹریلین کہتے ہیں، اُن کے علاوہ مقامی آبادی جو پہلے کی ہے، نیٹو (Native) ہیں، اُن کے علاوہ بھی یہاں عرب اور دوسری قومیں بھی آباد ہوئی ہیں۔ اُن میں بھی تبلیغ کی ضرورت ہے۔ باقاعدہ plan کر کے پھر تبلیغ کی مہم کرنی چاہئے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ آسٹریلین لوگوں میں سننے کا حوصلہ بھی ہے اور بات کرنا چاہتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں۔

اگر تعلقات بنا کر، رابطے کر کے ان تک پہنچا جائے تو کچھ نہ کچھ سعید فطرت لوگ ضرور ایسے نکلیں گے جو حقیقی دین کو قبول کرنے والے ہوں گے۔ ہر طبقے کے لوگوں تک اسلام کا امن اور محبت اور بھائی چارے کا پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ میلبرن میں جو بعض لوگ مجھے ملے، وہ احمدیوں کو تو جانتے ہیں جن کی دوستیاں ہیں لیکن اکثر اُن میں سے ایسے تھے جن کو اسلام کے حقیقی پیغام کا پتہ نہیں تھا۔ وہ احمدیوں کو ایک تنظیم سمجھتے ہیں، اچھے اخلاق والے سمجھتے ہیں، لیکن اسلام کا بنیادی پیغام اُن تک نہیں پہنچا ہوا۔ پس اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ایک مخلص دوست کو جلسہ پر انعام دیا گیا کہ باوجود معذوری کے انہوں نے اسلام کا امن کے پیغام کا جو فلائر تھا وہ بیس ہزار کی تعداد میں تقسیم کیا۔ اب آپ کہتے ہیں کہ پورے ملک میں آپ چار ہزار کے قریب ہیں، ویسے میرا خیال ہے اس سے زیادہ ہیں۔ اگر اس سے نصف لوگ یعنی دو ہزار لوگ پانچ ہزار کی تعداد میں بھی فلائر تقسیم کرتے تو دس ملین تقسیم ہوسکتا تھا۔ گویا آسٹریلیا کی آدھی آبادی جو ہے اُس تک اسلام کا امن کا پیغام پہنچ سکتا تھا اور اسلام کی جو صحیح تصویر ہے ایک سال میں پھیلائی جا سکتی تھی۔ پھر تبلیغ کے لئے اگلا پمفلٹ تیار ہوتا، بلکہ اس کا چوتھا حصہ بھی اگر ہم تقسیم کرتے، بلکہ دسواں حصہ بھی تقسیم کرتے تو میڈیا کو توجہ پیدا ہو جاتی ہے، پھر اخبارات ہی اس پیغام کو اٹھا لیتے ہیں۔ اور کئی ملکوں میں اس طرح ہوا ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں بھی اس طرح ہوا ہے۔ اور باقی کام ان کے ذریعہ سے ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے میڈیا سے تعلقات بیشک اچھے ہیں، اور توجہ تو ہے لیکن اس کو اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لئے استعمال ہونا چاہئے۔ یہاں بہت سے بڑی عمر کے لوگ بھی جو آئے ہوئے ہیں اور مختلف ملکوں میں بھی آئے ہوئے ہیں اُن کو بھی مَیں یہی کہتا ہوں اور یہاں بھی یہی کہوں گا کہ ان کے پاس کام بھی کوئی نہیں ہے، گھر میں فارغ بیٹھے ہیں، اپنا وقت وقف کریں اور پمفلٹ وغیرہ تقسیم کریں۔ جماعت کا لٹریچر ہے، لے جائیں، تقسیم کریں، تبلیغ کریں۔ یہ اعداد و شمار جو میں نے دیئے ہیں یہ صرف احساس دلانے کے لئے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ آسٹریلیا کے چھپائی وغیرہ کے جو اخراجات ہیں شاید جماعت آسٹریلیا اس وقت اُن کی متحمل نہ ہو سکے۔ پانچ دس سینٹ (Cent) میں بھی اگر ایک لٹریچر چھپتا ہے، اگر Bulk میں چھپوائیں تو اتنی تعداد پر اتنی ہی Cost آتی ہے، تو دس ملین کے لئے کم از کم پانچ لاکھ ڈالر چاہئے ہوں گے۔ لیکن بہرحال اگر لاکھوں میں بھی شائع کئے جائیں تو بہت کام ہوسکتا ہے اور یہ کئے جا سکتے ہیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ باقی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پریس جو ہے، اُس سے رابطے ہوں تو وہی کام کرتا ہے۔ بلڈ ڈونیشن وغیرہ کا منصوبہ ہے، مَیں نے سنا ہے یہ بھی آپ کرتے ہیں لیکن اس کو اسلام کے نام سے منسوب کریں، تو اسلام کی امن کی تعلیم بھی دنیا پر واضح ہو۔ انشاء اللہ پھر توجہ پیدا ہوگی اور پھر مزید راستے کھلیں گے۔ اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے اس کام کے لئے سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے عمل صالح ہوں۔ نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ پر ایمان بھی کامل ہو۔ دعاؤں کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اُن بندوں میں شامل فرمائے جو عمل صالح کرنے والے بھی ہیں اور نیکیوں اور فرمانبرداریوں میں بڑھنے والے بھی ہیں اور اُس کی رضا کے مطابق ہم کام کرنے والے بھی ہوں اور ان کے نیک نتائج بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے، اللہ کرے ہماری تعداد میں اضافہ یہاں کے مقامی لوگوں سے بھی ہو۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کا ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی اہلیہ تھیں۔ 14/اکتوبر کی رات کو تقریباً بارہ بجے ربوہ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پرسوں عید والے دن ان کی تدفین ہوئی تھی۔ آپ قادیان میں 21/دسمبر 1936ء کو پیدا ہوئی تھیں اور قادیان میں دارالمسیح میں ان کی پیدائش ہوئی۔ حضرت اماں جانؓ اور خلیفہ ثانیؓ نے اُس وقت ان کے لئے بڑی دعائیں کیں۔ آپ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی بیٹی تھیں، حضرت مصلح موعودؓ کی اس اہلیہ سے یہی ایک اولاد تھی اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ماموں بھی تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اس بیٹی کے لئے کچھ نظمیں بھی لکھی تھیں جو کلامِ محمود میں اطفال الاحمدیہ کے ترانے کے نام سے شائع ہیں۔ اس کا ایک شعر یہ ہے کہ

میری رات دن بس یہی اک صدا ہے
کہ اس عالمِ کون کا اک خدا ہے

بہرحال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اولاد میں، خاص طور پر لڑکیوں میں، ساروں میں مَیں نے یہ دیکھا ہے کہ اُن کا اللہ تعالیٰ سے بڑا قریبی تعلق تھا اور نمازوں میں باقاعدگی اور نہ صرف باقاعدگی بلکہ بڑے الحاح سے اور توجہ سے نماز پڑھنے والے، ساری لمبی نمازیں پڑھنے والی ہیں۔ مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر کیونکہ مبلغ بھی رہے ہیں، واقفِ زندگی ہیں، سپین میں بھی مبلغ رہے اور امریکہ میں بھی آپ کو ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور مبلغ کی بیوی ہونے کا جو حق ہوتا ہے وہ انہوں نے ادا کیا۔ سپین میں مسجد بشارت جب بنی ہے اُس وقت یہ لوگ وہیں تھے۔ اور تیاری کے کام اور کھانے پکانے کے کاموں میں اُس وقت انہوں نے بڑا کام کیا، باقاعدہ انتظام نہیں تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی ذکر کیا کہ انہوں نے بتایا کہ جس رات، رات کو تین بجے کام سے فارغ ہو کر سوتے تھے اُس وقت بڑا خوش ہوتے تھے کہ آج اللہ تعالیٰ نے کچھ سونے کا موقع دیا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد اول صفحہ 139۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ستمبر 1982ء۔ مطبوعہ ربوہ)

بڑی لمبی دیر راتوں تک انہوں نے کام کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ تقریب جو مسجد بشارت میں تھی بڑی کامیاب بھی ہوئی۔ مہمانوں کا اور خلیفۃ المسیح الرابع کا کھانا بھی یہ خود اپنے ساتھ اپنی نگرانی میں پکواتی تھیں، کیونکہ باقاعدہ لنگر کا انتظام نہیں تھا۔ امریکہ میں کیلیفورنیا میں لمبا عرصہ رہیں، وہاں بھی اُس وقت جماعت کے حالات ایسے تھے کہ واشنگ مشین وغیرہ ایسی چیزیں کوئی نہیں تھیں تو کپڑے وغیرہ دھونے، باقی گھر کے کام کرنے، اگر کوئی مددگار مدد کے لئے offer کرتا تھا تو نہیں مانتی تھیں۔ گھر کے کام خود کرنے کی عادت تھی۔ لجنہ مرکزیہ پاکستان میں بھی یہ مختلف عہدوں پر سیکرٹری کے طور پر خدمات بجا لاتی رہی ہیں۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ اور میری خالہ تھیں لیکن خلافت کے بعد جو ہمیشہ تعلق تھا، احترام اور محبت اور پیار اور عزت کا بہت بڑھ گیا تھا۔ بلکہ شروع میں جب پہلی دفعہ لندن آئی ہیں تو کسی کو کہا کہ میں تو اب کھل کے بات نہیں کرسکتی۔ اب بھی، پچھلے سال بھی جلسے پر آئی ہوئی تھیں، کافی بیمار تھیں لیکن پھر بھی جلسے پر لندن آئیں اور اُن سے ملاقات ہوئی۔ ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا خاوند مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر اور بیٹوں میں دو بیٹے واقفِ زندگی ہیں۔ ڈاکٹر غلام احمد فرّخ صاحب جنہوں نے امریکہ سے کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی کی تھی اور آجکل ربوہ میں صدر انجمن کے دفاتر میں کام کر رہے ہیں۔ اور دوسرے واقفِ زندگی بیٹے محمد احمد صاحب امریکہ میں تھے اپنی ملازمت چھوڑ کے پھر لندن آ گئے اور وہاں میرے ساتھ ہیں۔ یہاں آئے ہوئے تھے اپنی والدہ کی وفات کی وجہ سے چند دن پہلے ربوہ گئے ہیں اور دونوں بھائی بڑی وفا سے خدمت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی توفیق دے۔ اور مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی ایک بیٹی ہیں جو ہالینڈ میں رہتی ہیں اور ایک بیٹے ڈاکٹر ہیں وہ دبئی میں اور ایک امریکہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جماعت سے اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مکرم میر محمود احمد صاحب بھی اب اپنے آپ کو کافی اکیلا محسوس کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو بھی اپنے فضل سے سکون کی کیفیت عطا فرمائے اور جو کمی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے پوری فرما سکتا ہے۔ ایک لمبا ساتھ ہو تو بہرحال احساس تو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا نمازوں کے بعد ان کا غائب جنازہ ادا ہوگا۔

❁❁❁

احمدی بچی کو اعزاز

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل عزیزہ منصورہ نصیر (وقف نو) بنت مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید قادیان نے ایم اے (صحافت) میں یونیورسٹی (چنڈی گڑھ) میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے انہیں گولڈ میڈل دیا گیا ہے۔ موصوفہ کے روشن مستقبل اور بہتر خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ آسٹریلیا 2013ء

❁... انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ سینکڑوں افراد جماعت نے اپنے پیارے امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ❁... تقریب آمین۔

کالجز اور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔

❁... احمدیہ سینٹر میلبورن کا معائنہ۔ ❁... میلبورن سے سڈنی کے لئے روانگی۔ ❁... نماز عید اور خطبہ عید الاضحیہ۔

❁... سڈنی میں گیسٹ ہاؤس کی تقریب سنگ بنیاد۔ ❁... آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی ABC کے نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن) قسط: ۱۰

13 اکتوبر بروز اتوار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر 35 منٹ پر احمدیہ سینٹر میلبورن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس اور بیرونی ممالک سے آنے والی فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان پر ہدایات سے نوازا۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق گیارہ بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 54 فیملیز کے 270 ممبران نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

ملاقات کرنے والی ان فیملیز کا تعلق جماعت احمدیہ وکٹوریہ میلبورن سے تھا۔ ان سبھی احباب نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ آج بھی ملاقات کرنے والی فیملیز میں شہدائے احمدیت اور اسیران راہ مولیٰ کی فیملیز بھی شامل تھیں۔ اپنے پیارے آقا سے ملاقات ان سب کے لئے بے انتہا برکتوں اور تسکین قلب کا موجب بنی۔ ہر ایک نے اپنے آقا کے پیار اور شفقتوں سے حصہ پایا اور کبھی نہ ختم ہونے والی دعائیں حاصل کیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بج کر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے اور تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔ بچوں میں عزیزم ہود احمد، ولید احمد، صمد سندھو، جاذب احمد خالد، نعمان احمد، ذیشان خالد، حارث ضیاء، زرغام رافع، عطاء الکریم اور عزیزم فارس احمد خالد۔ اور بچیوں میں عزیزہ ارسلہ ابراہیم اُپل، نیشہ عمر، عریبہ احمد، ماہم قدیر، فائزہ احمد، فریحہ احمد، کشمالہ شہباز، ادیبہ خالد، فاطمہ عثمان، باسمہ ورد، امۃ المصوّر خالد اور زوہا شیرین تالپور شامل تھیں۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس

سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس کا انعقاد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم Ansar شریف نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزم رحیم احمد نے پیش کی۔

بعد ازاں عزیزم محمد حامد احمد نے "Realistic Spin Guides" کے عنوان سے اپنی Presentation دی۔

موصوف نے ''مقناطیسی زنجیر Magnon کی ٹرانسفر'' کے موضوع پر اپنی ریسرچ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ Magnon مقناطیسی زنجیر کی Quanutum اکائی ہے۔ اگر اس زنجیر پر مقناطیسی Potential لگا دیں تو ہم اس ذرّہ کو قید کر سکتے ہیں اور اس Potential کو تبدیل کرنے سے اس Magnon کو منتقل (ٹرانسفر) کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ہم اس کو کمیونیکیشن کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔

اس کے بعد عزیزم نیّر احمد نے "Identification and Characterisation of a Novel Cytokine IL-4 Receptor Antagonist For Allergy Treatment" کے عنوان پر اپنی Presentation دی۔

موصوف نے بتایا کہ قوّت مدافعت اگر کمزور ہو تو اُس سے Over Reaction ہو جاتا ہے۔ آسٹریلیا میں ہر پانچویں انسان کو الرجی کی تکلیف ہے۔ اس الرجی سے لوگوں کی صحت خراب ہوتی ہے اور حکومت کو 7.8 ارب ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے۔

موصوف نے بتایا کہ طبّی لحاظ سے الرجی کی وجہ سے IL-4 Cytokine اور IL-4 Receptor کا آپس میں رابطہ ہے۔ ریسرچ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر ہم ایسی دوائی بنائیں جو IL-4 Cytokine اور IL-4 Receptor کے درمیان رابطہ توڑ سکے تو ہم الرجی کا مؤثر علاج کر سکتے ہیں۔ موصوف نے بتایا کہ ایک دلچسپ چیز نگاہ سے گزری ہے کہ جرمن سائنٹسٹ نے ہومیوپیتھی سے الرجی کا علاج ڈھونڈ لیا ہے۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہومیوپیتھی بہت مؤثر ہے اور پندرہ منٹ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ موصوف نے اپنی Presentation کے دوران Hygiene Hypothesis کے بارے میں بتایا کہ ہم جتنے صاف ماحول میں رہیں گے اتنا ہی آپ کا دفاعی نظام کمزور ہو جاتا ہے اور گندے ماحول میں رہنے والوں کا دفاعی نظام مضبوط ہوتا ہے۔

موصوف نے بتایا Phage Display Technology کی مدد سے اِس Peptide یا Antagonist کو ہم نے حاصل کیا ہے اور اُس کو پھر ہم نے الرجک سیل پر آزمایا اور اللہ کے فضل سے ہمیں بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے اور جس سے Antibodies 1GE کو کم کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کیا اس میں ساری الرجیز کا علاج ہے؟ جس پر موصوف نے عرض کیا کہ اس پر ابھی مزید ریسرچ ہو رہی ہے۔

کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس چھ بج کر 45 منٹ تک جاری رہی۔

کالجز اور یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق کالجز اور یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ نورالعین طاہر نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ Faiza محمود اور انگریزی ترجمہ عزیزہ مریم حنا نے پیش کیا۔

بعد ازاں Sindhu Hyder Bughio نے "Laboratory Medicine Professional Practice" کے عنوان پر Presentation دی۔

موصوفہ نے اس بارہ میں اپنے 40 ہفتوں کے کام کا تجربہ بیان کیا۔ ان چالیس ہفتوں میں سے پہلے تیس ہفتے میلبورن کی Monash میڈیکل سینٹر کی تجربہ گاہ میں تھے۔ Microbiology Laboratory میں کام کیا گیا۔ اور باقی دس ہفتے Monash سے باہر Cell کی افزائش کی تجربہ گاہ میں تھے۔

Microbiology لیبارٹری، تجربہ گاہ میں Bacterial Virus اور Fungus انفیکشن پر کام ہوتا ہے اور اس میں مختلف قسم کے ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ ان میں خون، پیشاب، پاخانہ، تھوک، دماغ میں پایا جانے والا پانی یعنی CSF اور Srin سے نمونہ لے کر ٹیسٹ کئے جاتے ہیں۔ ان نمونوں سے مختلف قسم کے Bacteria کی افزائش کی جاتی ہے تا کہ ان کے خلاف مؤثر Antibiotic استعمال کی جا سکے۔ پھر Cell کی افزائش میں مختلف Chromosomes کو مختلف بیماریوں کے اسباب جاننے کے لئے ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ طالبات کی یہ کلاس سات بج کر پندرہ منٹ پر ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں 12 فیملیز کے 39 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے آٹھ بجے تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

احمدیہ سینٹر میلبورن کا معائنہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ سینٹر میلبورن کی عمارت کا معائنہ فرمایا اور اس کے مختلف حصے دیکھے۔ حضور انور نے لائبریری کے معائنہ کے دوران فرمایا کہ کتب باقاعدہ ترتیب سے رکھیں اور قادیان میں جو نئی کتب شائع ہوئی ہیں وہ بھی منگوائیں اور اپنے تمام سیٹ مکمل کریں۔

حضور انور نے مرکزی کچن کا بھی معائنہ فرمایا اور نچلی منزل پر خواتین کے ہال کا بھی وزٹ فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور اوپر کی منزل پر تشریف لائے اور مین ہال کے اردگرد مختلف دفاتر اور دیگر سہولیات کا معائنہ فرمایا۔ اوپر کی منزل میں مختلف دفاتر کے علاوہ کانفرنس روم اور MTA روم بھی ہے۔

معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہال کی تقسیم کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ یہ ہال بہت بڑا ہے۔ جہاں قریباً چار ہزار کے لگ بھگ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

صدر صاحب میلبورن مکرم صفدر جاوید صاحب نے بتایا کہ ہال کا ایک حصہ بطور مسجد مخصوص کیا گیا ہے اور باقاعدہ محراب بنایا گیا ہے اور مسجد کے لئے باقاعدہ حدُ بندی بھی کی گئی ہے۔ ہال کا درمیان والا حصہ جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے پروگرام، اجلاسات وغیرہ کے لئے ہے جس کے لئے باقاعدہ سٹیج بھی بنایا گیا ہے اور جو تیسرا حصہ ہے وہ پردہ لگا کر خواتین کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

آج جماعت احمدیہ میلبورن نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احباب جماعت کے اجتماعی کھانے کا پروگرام رکھا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس تقریب عشائیہ میں شمولیت فرمائی اور احباب نے اپنے آقا کی معیّت میں کھانا کھایا۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق گروپ فوٹوز ہوئے۔ مجلس عاملہ میلبورن، خدام اور انصار کی عاملہ اور دوسرے مختلف شعبہ جات نے (جو حضور انور کے دورہ میلبورن کے دوران اپنے سپرد مختلف فرائض ادا کر رہے

ہیں) گروپس کی صورت میں اپنے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا اور یوں مجموعی طور پر قریباً پچیس گروپس نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں اور یہاں موجود احباب میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جو کسی نہ کسی گروپ میں شامل نہ ہوا ہو۔ ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کی شفقتوں سے حصہ پایا۔

تصاویر کا یہ پروگرام دس بج کر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

14 اکتوبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بال میلبورن میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سفر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاں بھی قیام ہوتا ہے۔ قادیان، ربوہ، لندن اور دنیا کے دوسرے مختلف ممالک سے روزانہ دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس موصول ہوتی ہیں اور پھر دورہ کرنے والے ملک کی مقامی جماعتوں کے احباب کے خطوط اور دیگر معاملات پر مشتمل رپورٹس اس کے علاوہ ہوتی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روز کے روز، ساتھ کے ساتھ یہ ساری ڈاک ملاحظہ فرماتے ہیں اور اس ڈاک پر اپنے دست مبارک سے ہدایات دیتے ہیں اور ارشادات فرماتے ہیں۔ آج صبح بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

میلبورن سے سڈنی کے لئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق میلبورن (Melbourne) سے واپس سڈنی (Sydney) کے لئے روانگی تھی۔

میلبورن کی مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین، جوان، بوڑھے صبح سے ہی احمدیہ سینٹر کے بیرونی احاطہ میں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ نوجوانوں کا ایک گروپ الوداعی دعائیہ نظم پڑھ رہا تھا۔

دس بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب جماعت نے پُرجوش انداز میں نعرے لگائے۔ مرد احباب ایک طرف کھڑے تھے اور خواتین کچھ فاصلے پر کھڑی تھیں۔ حضور انور نے مرد احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے سب کو السلام علیکم کہا اور پھر خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا۔ ہر ایک ان الوداعی لمحات میں شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ میلبورن کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوا۔

سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور کی آمد سے قبل ہی سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ کے حصول کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ حضور انور ایئرپورٹ پہنچنے کے بعد کچھ دیر کے لئے لاؤنج میں تشریف لے گئے۔

بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے اور آسٹریلین ایئرلائن Qantas Airways کی فلائٹ ٹھیک اپنے وقت پر بارہ بج کر پندرہ منٹ پر سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ 25 منٹ کے سفر کے بعد ایک بج کر 40 منٹ پر حضور انور کا جہاز سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ جماعت آسٹریلیا کے دو نائب امراء مکرم خالد سیف اللہ صاحب اور مکرم محمد ناصر کاہلوں صاحب اور صدر خدام الاحمدیہ اپنے دیگر چند خدام کے ساتھ اسی جہاز پر سفر کر رہے تھے۔

ایئرپورٹ پر امیر صاحب آسٹریلیا کی نمائندگی میں مکرم محمد خلیل شیخ صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم رمضان شریف صاحب سیکرٹری امور خارجہ، مکرم امجد خان صاحب صدر انصار اللہ اور صدر لجنہ اماء اللہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کا استقبال کیا۔

دو بجے دوپہر ایئرپورٹ سے روانہ ہو کر قریباً پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بیت الہدیٰ سڈنی'' تشریف آوری ہوئی۔ مقامی جماعت کے احباب و خواتین ایک بڑی تعداد میں اپنے آقا کے منتظر تھے۔ احباب نے نعرے بلند کئے اور اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے اپنے آقا کو خوش آمدید کہا۔ خواتین شرف دیدار سے فیضیاب ہوئیں۔

حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الہدیٰ تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق چھ بج کر 30 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں سڈنی کی ایک جماعت Black Town سے تعلق رکھنے والی 39 فیملیز کے 164 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ اس کے علاوہ ربوہ (پاکستان) سے چار ممبران پر مشتمل آنے والی فیملی نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقات کرنے والی ہر فیملی نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجے تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

15 اکتوبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس اور بیرونی ممالک سے آنے والی فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان پر ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈیڑھ بجے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج کے اس سیشن میں 48 فیملیز کے 194 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ان تمام افراد کا تعلق سڈنی کی جماعت بلیک ٹاؤن سے تھا۔ ان سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آسٹریلیا کے ابتدائی احمدی

آسٹریلیا کے ابتدائی احمدیوں میں مکرم حسن موسیٰ خان صاحبؓ اور آسٹریلین احمدی دوست مکرم محمد عبدالحق صاحبؓ کے علاوہ مکرم ملک محمد بخش صاحب مرحوم اور مکرم شادی خان صاحب مرحوم کا نام بھی ملتا ہے۔

1910ء کے سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبارات میں آسٹریلیا میں مقیم ایک احمدی بزرگ محمد بخش صاحب کا ذکر ملتا ہے۔ آپ نے آسٹریلیا سے اپنی وصیت لکھ کر بھیجی تھی کہ ان کی جائداد کا جو آسٹریلیا میں اور ہندوستان میں ہے، چہارم حصہ برائے اشاعت اسلام، صدر انجمن کے سپرد کیا جائے۔ ان کی یہ وصیت اخبار ''البدر'' 27 اپریل 1911ء صفحہ 2 پر شائع ہوئی۔

دوسرے بزرگ مکرم شادی خان صاحب ہیں۔ آپ بھی ان ابتدائی احمدیوں میں شامل ہیں جو بیسویں صدی کے آغاز میں آسٹریلیا تشریف لائے اور ان کو اور ان کی نسلوں کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہ آسٹریلیا کا وہ پرانا خاندان ہے جس میں تقریباً ایک صدی سے احمدیت قائم ہے اور احمدیت کا نور ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا جا رہا ہے۔

مکرم شادی خان صاحب کے بیٹے مکرم عبدالغفار خان صاحب کو مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کی جگہ خریدنے کے لئے غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔

مکرم شادی خان صاحب 1900ء میں پیدا ہوئے اور آسٹریلیا سے 1917ء میں اپنے وطن واپس لوٹے اور احمدیت قبول کی۔ جب آپ کے والد صاحب کو پتہ چلا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور آپ کا بائیکاٹ کر دیا۔ جائداد سے بے دخل کر دیا اور تمام مراعات ختم کر دیں۔ لیکن آپ ان تمام مخالفانہ کوششوں کے مقابل پر ثابت قدم رہے اور کچھ عرصہ بعد آسٹریلیا واپس آگئے۔ پھر آپ 1952ء تک آسٹریلیا سے اپنے وطن آتے جاتے رہے۔ 1952ء میں اپنے بچوں کو لے کر مستقل طور پر آسٹریلیا آگئے۔

شادی خان صاحب مرحوم ایک مخلص احمدی تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ روزنامہ ''الفضل'' کے باقاعدہ خریدار تھے اور 1974ء میں جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ اپنا چندہ وصیت آئندہ دس سال کے لئے پہلے ہی ادا کر چکے تھے۔ دسمبر 1974ء میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کے جسد خاکی کو تدفین کے لئے پاکستان لے جایا گیا۔

سٹیٹ نیو ساؤتھ ویلز (NSW) میں جہاں سڈنی میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا مرکزی مشن اور مرکزی مسجد اور سینٹر ہے وہاں آباد ہونے والے آپ سب سے پہلے احمدی تھے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے صرف سڈنی میں ہی اڑھائی ہزار سے زائد احمدی افراد آباد ہیں اور تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

16 اکتوبر بروز بدھ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج عید الاضحیٰ کا دن تھا اور آج کا دن بھی آسٹریلیا کی سرزمین پر ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل دن تھا۔ اور یہ کسی بھی عید کا، خلیفۃ المسیح کا پہلا ایسا ''خطبہ عید'' تھا جو برّ اعظم آسٹریلیا سے، یعنی دنیا کے ایک کنارہ سے دوسرے کناروں تک MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ Live نشر ہو رہا تھا۔ اور حضور انور کا یہ خطبہ عید ساری دنیا میں بیک وقت، مختلف اوقات میں دیکھا اور سنا جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دنیا کے اس دور دراز کے ملک سے خلیفۃ المسیح کا کوئی ''خطبہ عید'' Live نشر ہوا ہو۔

نماز عید اور خطبہ عید الاضحیہ

دس بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت الہدیٰ تشریف لائے اور نماز عید الاضحیٰ پڑھائی اور بعد ازاں خطبہ عید ارشاد فرمایا۔

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

کلام الامام
سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:
''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)
طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الحج کی درج ذیل آیت (نمبر 38) کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ۔ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری زندگی کی ایک اور عید الاضحیٰ منانے کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ کہتے ہیں عید بار بار آنے والی چیز اور خوشی کا موقع۔ ''اَضْحِیَہ'' کے معنی 'خوب دن چڑھے' کے بھی ہیں اور 'قربانی کی بکری' کے بھی ہیں۔ بہر حال عام زبان میں ہم اس عید کو قربانی کی عید بھی کہتے ہیں۔ اس نام ''قربانی کی عید'' نے عموماً مسلمانوں میں یہ تصور پیدا کر دیا ہے کہ یہ خوشی کا موقع آیا ہے کہ جانوروں کو ذبح کرو اور خوشیاں مناؤ، گوشت کھاؤ۔ پس یہ عید ہو گئی۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس عید پر مسلمان لاکھوں کی تعداد میں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ مکہ میں جو حج ہوتا ہے وہیں لاکھوں جانور ذبح ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے تیسری دنیا کے ایسے ملکوں میں جہاں مسلمان ہیں خاص طور پر برصغیر پاکستان، ہندوستان میں عید سے پہلے امیر طبقہ کی بڑا اور خوبصورت جانور خریدنے کی دوڑ لگی ہوتی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے لاکھ میں یہ بیل خریدا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے ہزار میں یہ مینڈھا یا دُنبہ یا بکرا خریدا۔ پھر اُنہیں خوب سجایا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ بھی حکم ہے کہ خوبصورت قربانی پیش کرو۔ تو ظاہری طور پر بھی اُس کو خوبصورت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ظاہر پر ہی زیادہ زور ہوتا ہے۔ ایسے ایسے لوگ قربانیاں کرتے ہیں جو عام زندگی میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں۔ حتی کہ ایسے بھی ہیں جنہوں نے شاید سال میں عید کی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھی ہو گی۔ لیکن یہ بڑی بڑی قربانیاں بڑے ذوق اور شوق سے پیش کی جاتی ہیں اور پھر اس قربانی کے بعد بھول جاتے ہیں کہ ہمارے کوئی فرائض بھی ہیں، ہماری کوئی ذمہ داریاں بھی ہیں، ہماری زندگی کا کوئی مقصد بھی ہے۔ سارا دن دعوتیں اور غل غپاڑے ہوتے رہتے ہیں۔ اُس دن نمازیں بھی اکثر ادا نہیں کرتے اور بس یہی عید ہو گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک یہ عیدِ قربان ہے۔ بیشک ایک قربانی ادا کرنے کا حق ادا کرنے والے باپ اور بیٹے کی یاد میں ہر سال منایا جانے والا ایک اسلامی تہوار ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ صرف اس بات پر خوشی منانا کہ ہمارے بزرگوں نے چار ہزار سال پہلے قربانی پیش کی تھی، یا وہ بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے، یہ کافی نہیں ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اُن فرستادوں کا فعل تھا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس فعل کو قبول بھی کیا۔ پھر اُن کی مسلسل قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے گھر کی بنیادوں کی نشاندہی فرما کر اُن پر دیواریں استوار کروا کر ایک اور عظیم انعام سے اُنہیں نوازا کہ اللہ تعالیٰ کے اس گھر کے ذریعہ اب تم دونوں کو، بلکہ تینوں، کیونکہ باپ، ماں اور بیٹا سب اس میں شامل تھے، آئندہ آنے والے لوگوں میں ہمیشہ یاد رکھے جانے کا انتظام کر دیا۔ اور پھر اس سے بھی عظیم انعام یہ دیا کہ اس گھر کی دیواریں استوار کرتے وقت ان دو بزرگوں نے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جو دعائیں کی تھیں کہ ہماری ذرّیت میں سے بھی ایک عظیم نبی مبعوث فرما، اُن دعاؤں کو بھی قبولیت کا شرف عطا فرما کر وہ عظیم نبی مبعوث فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا تھا اور پیارا ہے۔ جس کے آنے سے اللہ تعالیٰ کے اس گھر کی اہمیت مزید نکھر کر واضح ہو گئی۔ جس نے توحید کے قیام کرنے اور توحید کا قیام کروانے کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ ان دونوں بزرگوں اور ان کی آل کو ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ذریعہ ہر نماز کے درود میں شامل فرما کر اُنہیں رہتی دنیا تک امتِ مسلمہ کی دعاؤں میں شامل کر لیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ اُن بزرگوں کی قربانیوں کا پھل تھا جو اُنہیں ملا اور ملتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ انعام اُنہیں ایک مینڈھے کی قربانی کی وجہ سے ملا تھا اور ایک بکرے یا مینڈھے یا گائے کی قربانی سے تم بھی انعامات کے وارث بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ اُن کی قربانی کا گوشت اور خون اُن کو یا اُن کی آل کو یہ مقام دلا سکا نہ میرے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں اور اُس کی آل میں شامل لوگوں کو یہ مینڈھوں اور بکریوں اور گائیوں کی قربانی کچھ مقام دلوا سکے گی۔ اگر درود میں شامل دعا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اور اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ کی دعا میں حصہ دار بننا ہے اور حقیقی عید منانے والا بننا ہے تو وہ تقویٰ پیدا کرو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ وہ تقویٰ پیدا کرو جو آخری اور کامل شریعت لانے والے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی ہے فرماتا ہے کہ تمہاری قربانیوں کی ظاہری شکل کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی بلکہ وہ روح نتیجہ پیدا کرتی ہے جس کے ساتھ قربانی دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاد رکھو کہ تقویٰ کے بغیر نہ اس قربانی کی روح پیدا ہو سکتی ہے نہ ہی تقویٰ کے بغیر اس کا نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے جو حقیقی قربانی کا مقصد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرما دیا کہ تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتے۔ فرمایا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ لیکن تمہارے دلوں کا تقویٰ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ یہ قربانیاں تمہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں لیکن اُس صورت میں جب یہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا خالصۃً اُس کی بڑائی بیان کرنے سے، اُس کی عبادت کرنے سے، اسلام کی جو روح اور مغز ہے اُس کو حاصل کرنے سے، جو احکام اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں اُن پر عمل کرنے سے، قرآنِ کریم میں جو حکم ہیں اُن پر عمل کرنے سے، حاصل ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر تم اس سوچ کے ساتھ یہ قربانی کر رہے ہو تو تمہیں بشارت ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جاؤ گے۔ احسان کرنے والوں میں شمار ہو گے۔ ہدایت پانے والوں میں شمار ہو گے۔ اُن انعامات کو حاصل کرنے والے بن جاؤ گے جو ایک حقیقی مسلمان کے لئے مقدر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے جیسا ایک حدیث میں آتا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی یقیناً اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اگر نیت تقویٰ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش ہے تو یہ قربانی قبول ہو گی۔ پھر اس قربانی کا خون بہانا بھی خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث بنے گا۔ اُس کا گوشت تمہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو تو گوشت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں جب نیت نیک ہو، خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو اور قربانی کر کے اُس میں سے غریب بھائیوں کا حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے دیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ جس نے بھوکوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیا ہے، اس قربانی کے ظاہری چھلکے یا گوشت کا بھی ثواب دے دیتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان امیر ملکوں میں رہنے والے جن کو توفیق ہے وہ جماعتی نظام کے تحت یا اپنے طور پر پاکستان اور غریب ملکوں میں بھی قربانی کیا کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ کیونکہ ایسے بھی ہیں جن کو مہینوں گوشت کھانے کو نہیں ملتا اور بعض دفعہ عید پر ہی کھا رہے ہوتے ہیں یا مہینے کے بعد کہیں کھاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس کی روح کا بھی ثواب دے رہا ہے اور اس کے چھلکے کا بھی ثواب دے رہا ہے۔ ظاہری طور پر بھی ثواب دے رہا ہے اور اس کی باطنی روح کا بھی ثواب دے رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ، تو کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اِس نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُسے احسان کرنے والوں میں شمار کر رہا ہے۔ مُحسِن کا مطلب دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا بھی ہے۔ محسن کا مطلب نیکیوں پر چلنے والا بھی ہے اور محسن کا مطلب صاحبِ علم بھی ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ اُنہیں جو علم رکھتے ہیں بشارت دے رہا ہے۔ اور وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ قربانی کی روح تقویٰ ہے، نہ کہ ظاہری قربانی۔ اور اس علم کی وجہ سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارت پانے والے ہیں، ہدایت پانے والے ہیں اور اُس کے انعامات سے حصہ لینے والے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس عمل پر جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو اللہ تعالیٰ بندے کو نواز رہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے بندے کا نہیں۔ ہمیشہ ایک حقیقی مومن اپنے سامنے یہ چیز رکھتا ہے اور رکھنی چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر کوئی نیکی، نیکی نہیں ہے۔ یہ صرف دکھاوا ہے اور دکھاوے کی نمازیں پڑھنے والوں کو بھی خدا تعالیٰ نے بڑی سخت تنبیہ فرمائی ہے۔ فرمایا فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ کہ نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ یعنی میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور عبادت کی انتہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بتائی کہ عبادت کا مغز نماز ہے یعنی سب عبادتوں کی معراج نماز ہے۔ آپ نے اپنی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ پس وہ نمازیں جو اس روح کے ساتھ پڑھی جائیں جس کا اُسوہ حسنہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تو یہ آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہیں، عبادت کا مغز بھی ہیں، مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے والی بھی ہیں۔ لیکن دوسری طرف اگر اس کے بغیر ہیں اور حقوق العباد کی نفی کرتی ہیں۔ ایک طرف نمازیں ہیں اور دوسری طرف لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے تو یہ تقویٰ کے بغیر ہیں اور یہی پھر ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس ہماری قربانیاں اور ہماری عبادتیں تقویٰ چاہتی ہیں، وہ معیار چاہتی ہیں یا اُن معیاروں کے حصول کی کوشش چاہتی ہیں جن کا اسوہ ہمارے سامنے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر نہ عبادتیں کام کی ہیں، نہ قربانیاں کام کی ہیں۔ ہمیں اپنے اندر اس روح کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام احکامات پر غور کر کے پھر اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس عید کو بھی ہمیں وہ عید بنانے کی کوشش کرنی چاہئے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو۔ اُن محسنین میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جن کو اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے، جن کی جھولیوں کو اپنے انعامات سے بھرتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ قربانی یا نیکی یا محسنین میں شمار ہونا ایک دن کا کام نہیں ہے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا کہ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ یعنی اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کچھ کر۔ تو صرف گردن پر چھری پھروانے پر رضامندی دینا ہی نہیں تھا۔ اُس زمانے میں انسانی جانوں کی قربانی دی جاتی تھی یا لی جاتی تھی۔ اُس زمانے کے لحاظ سے یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ اُس زمانے کے لوگ زیادہ سے زیادہ اس قربانی پر یہی کہتے کہ ابراہیم نے اپنے لاڈلے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کے کہنے پر قربان کر دیا اور بس دنیا پھر بھول جاتی۔ لیکن اُن دونوں باپ بیٹے کو تقویٰ کا ادراک تھا۔ اس لئے خواب کے حوالے سے باپ نے جب بیٹے کا عندیہ لیا تو اُس تقویٰ کا حقیقی ادراک رکھنے والے بیٹے نے صرف یہ جواب نہیں دیا کہ اے ابا! میں تیار ہوں، تو میری گردن پر چھری پھیر دے۔ بلکہ جواب دیا يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ کہ جس بات کا بھی تجھے میرے بارے میں حکم ہے وہ کر۔ چھری پھیرنے کا حکم ہے تو چھری پھیر دے۔ مجھ سے قربانیاں لیتے چلے جانے کا حکم ہے تو اُس کے لئے تیار ہوں۔ جیسا کہ میں نے کہا چھری پھروا کر جان دینے والوں کی مثالیں تو موجود ہیں۔ اُس زمانے میں وہ قربانی لی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

جاتی تھی۔ لیکن بیٹا یہ جواب دیتا ہے کہ میں تو خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کو بھی تیار ہوں۔ اور پھر گو باپ بیٹا اس کے لئے بخوشی تیار ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یہی فرمایا کہ میں ایک وقتی قربانی نہیں مانگ رہا۔ میں تو مسلسل قربانیاں مانگ رہا ہوں۔ ایسی قربانیاں مانگ رہا ہوں جن کا تسلسل جاری رہے اور پھر وادئ غیر ذی زرع میں یعنی بیابان جگہ پر یہ قربانیوں کا سلسلہ جاری ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانیوں کا ایک سلسلہ جاری ہو۔ اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار کو بلند کرتے چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مطمح نظر بنا لو۔ آج کی عید ہمارے اندر یہ اسماعیلی صفات پیدا کرنے آئی ہے۔ اور ان صفات کی معراج ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں خراجِ تحسین پیش کیا کہ فرمایا کہ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ پس یہ وہ مقام ہے جو ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ باقی جیسا کہ میں نے کہا ظاہری طور پر بھی اس قربانی کو کیا جاتا ہے۔ بھیڑیں بکریاں، گائیں، بھینسیں ذبح ہوتی ہیں۔ اور ہر اُس مسلمان کو یہ ظاہری قربانی کرنے کا بھی حکم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اسوہ ہمارے سامنے جانوروں کی قربانی کا خود بھی پیش فرمایا۔ پس یہ اس کو ظاہری طور پر پورا کرنا ضروری ہے اور قرآنِ کریم کا بھی حکم ہے۔ لیکن یہ حکم بھی مشروط ہے۔ ہر مسلمان پر قربانی واجب نہیں ہے۔ صاحبِ توفیق پر ہی واجب ہے۔ لیکن تقویٰ پر چلنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے فرائض ادا کرنا، احکامات پر عمل کرنا ہر ایک پر فرض ہے چاہے وہ غریب ہے، چاہے وہ امیر ہے، چاہے وہ مرد ہے یا عورت ہے، یا جوان ہے یا بوڑھا ہے۔ نماز ہر ایک پر فرض ہے۔ پانچ وقت کی نماز اگر ادا نہیں کر رہے تو یہ سال کے بعد عید کی قربانی کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ نیک اعمال کی بجا آوری ہے، دین کا علم حاصل کرنا ہے تا کہ اپنی تربیت بھی ہو، اپنے بچوں کی تربیت بھی ہو اور پھر تبلیغ کے راستے بھی کھلیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہو۔ ان سب چیزوں کے لئے کسی جانور کی قربانی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مقاصد تو مینڈھے کی قربانی کے بغیر بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ مسلسل عمل ہی قربانی کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔ ایک مینڈھا یا ایک گائے کی قربانی یہ مقصد پورا نہیں کرتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جن کو دنبے کی قربانی کی یا مینڈھے کی قربانی کی توفیق نہیں جس سے وہ ظاہری رنگ میں بھی قربانی کا اظہار کر سکیں وہ اپنا وقت تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کریں، پمفلٹ تقسیم کریں، اپنے رابطے بڑھائیں، اپنے ساتھیوں کو تبلیغ کریں، اپنے کام کاج کی جگہ پر بھی اور اپنے رویوں سے، اپنے نمونوں سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ تو مسلسل عمل اور نیکیوں پر قائم ہونا یہی ایک قربانی ہے۔ اسلام کی خوبصورت تعلیم کا دنیا پر اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو مسلسل قربانی دے رہے ہیں۔ جان کی قربانی کی ضرورت پڑتی ہے تو جان بھی قربان کر رہے ہیں۔ آپ میں سے بھی جو اب یہاں آئے ہیں بعض کے عزیزوں نے ایسی قربانیاں دی ہیں۔ اور پاکستان میں تو احمدی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس جان کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ سلسلہ جاری ہے۔ یقیناً یہ قربانیاں بھی ایک دن رنگ لائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور دشمن دنیا میں بھی اپنا دردناک انجام ضرور اور ضرور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھے گا۔ لیکن بہر حال ایک مؤمن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان قربانیوں کے لئے تیار رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا حقوق العباد کی ادائیگی بھی قربانی کا رنگ رکھتی ہے۔ ہم میں سے بہت سے ہیں جو اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر یہ حقوق ادا کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھی ہیں جو دوسروں کے جائز حقوق بھی غصب کر رہے ہیں۔ وہ لاکھ قربانیاں کرتے رہیں، لاکھ نمازیں پڑھتے رہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسے تمہاری قربانیوں اور عبادتوں کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی بھی رنگ میں غریبوں کی خدمت ہے، حقوق کی ادائیگی ہے، بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک ہے، ایک دوسرے کو معاف کرنے کی عادت ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سارے کام ہو رہے ہیں تو پھر ان حقوق کی ادائیگی بھی عبادتیں بن جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پا کر انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سب حاجتوں سے پاک ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اُسے کسی گوشت کی ضرورت نہیں۔ نہ ہی اُسے لاکھوں جانوروں کے خون بہانے کی کوئی ضرورت ہے یا اُس سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور نہ یہ خدا تعالیٰ کے نام پر خون بہانا کسی انسان کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اُس نے بندوں پر احسان کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ ہمیشہ کے انعامات کے وارث بننے کے لئے اپنی عیدوں کو دائمی کرنے کے لئے اپنے مقصدِ پیدائش کو پہچاننے کا احساس پیدا کرو اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دو۔ اس لئے بعض ظاہری قربانیاں بھی رکھی ہیں۔ اپنی گردنوں کو خدا تعالیٰ کے آگے قرآنِ شریف میں بیان فرمودہ حکم کے مطابق جھکا دو۔ اپنے عملوں کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناؤ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’قانونِ قدرت قدیم سے ایسا ہی ہے کہ یہ سب کچھ معرفتِ کاملہ کے بعد ملتا ہے اور خوف اور محبت اور قدردانی کی جڑ معرفتِ کاملہ ہے۔ پس جس کو معرفتِ کاملہ دی گئی اُس کو خوف اور محبت بھی کامل دی گئی۔ اور جس کو خوف اور محبت کامل دی گئی اُس کو ہر ایک گناہ سے جو بے باکی سے پیدا ہوتا ہے، نجات دی گئی۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی پیدا ہوگا اور محبت بھی پیدا ہوگی کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو بے باکی سے بچاتی ہیں۔ انسان بہت سارے گناہ کرتا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے کر رہا ہوتا ہے اور دل میں یہ خیال نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے۔

فرماتے ہیں: ’’پس ہم اس نجات کے لئے نہ کسی خون کے محتاج ہیں اور نہ کسی صلیب کے حاجت مند اور نہ کسی کفارہ کی ہمیں ضرورت ہے۔ بلکہ ہم صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں جو اپنے نفس کی قربانی ہے جس کی ضرورت کو ہماری فطرت محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے لفظوں میں نام اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ’’ذبح ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا‘‘ یعنی کامل رضا کے ساتھ اپنی روح کو خدا کے آستانے پر رکھ دینا۔ یہ پیارا نام شریعت کی روح اور تمام احکام کی جان ہے۔ ذبح ہونے کے لئے اپنی دلی خوشی اور رضا سے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی ہے۔ پس اسلام کا لفظ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت کی ضرورت ہے نہ کسی اور چیز کی ضرورت۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔ لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَ لَا دِمَآؤُہَا وَ لٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ یعنی تمہاری قربانیوں کے نہ تو گوشت میرے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ خون، بلکہ صرف یہ قربانی میرے تک پہنچتی ہے کہ تم مجھ سے ڈرو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔‘‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یہ تقویٰ ہی اپنے اندر پیدا کیا تھا جس کا بیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے انہوں نے سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا کا کامل نمونہ دکھایا تھا۔ کامل معرفت اُنہیں حاصل ہوئی تھی اور پھر اس وجہ سے انہوں نے کامل عشق کے نمونے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے کامل محبت کی وجہ سے وہ شراب کے نشہ پر بھی غالب آ گئے۔ یہ محبت شراب کے نشہ پر غالب آ گئی اور انہوں نے پہلے شراب کے مٹکے توڑے اور پھر پتا کیا کہ یہ حکم اُن کے لئے ہے یا دوسروں کے لئے یا اس حکم کی حقیقت کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس روح کی تلاش کی ضرورت ہے اور جب یہ روح پیدا ہوگی تو یہ قربانیوں کے معراج کا حامل بنا کر خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا دے گی۔ عید قربان کی روح دل میں یہ بات پھر اجاگر کرتی ہے، اللہ تعالیٰ کا پیارا بناتی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مقام ہر وقت اس بات کو سامنے رکھے بغیر نہیں مل سکتا کہ خدا تعالیٰ میرے ہر قول و فعل کو دیکھ رہا ہے۔ ہر عمل اگر اس سوچ کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے کہ وہ میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے تو ہر دن ہی قربانی کے ثواب سے نوازنے والا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت کی معرفت کی تلاش کریں۔ وہ حقیقی عید منانے کی کوشش کریں جو ہم پر جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے عہد کی حقیقت واضح کرے۔ ہماری ہر عید اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اگر یہ سوچ ہو جائے تو پھر یہ عید سال کے بعد نہیں آئے گی۔ صرف جانوروں کی گردنوں پر چھریاں پھیرنے کی خوشی کے اظہار کے لئے نہیں ہو گی، صرف اس بات کے اظہار کے لئے نہیں ہو گی کہ میرے جانور سے اتنے کلو گوشت نکلا ہے بلکہ وہ حقیقی عید ہو گی جو ان سب ظاہری اظہاروں سے بالا ہے۔ وہ عید ہو گی جو ہر روز آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر دن جو ہم پر چڑھے گا خدا تعالیٰ کی رضا کو لئے ہوئے چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم یہ حقیقی عید منانے والے ہوں اور بار بار اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جانے والے ہوں اور یہ انعامات ہم پر ہی ختم نہ ہو جائیں بلکہ ہماری نسلیں تا قیامت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اُس کے فضلوں کو حاصل کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرتی چلی جانے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ لیتی چلی جانے والی ہوں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب خطبہ ثانیہ کے بعد دعا ہو گی۔ دعا میں اُن سب شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے بھی دعا کریں۔ اُن کے عزیزوں کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو بھی صبر اور استقامت عطا فرمائے۔ پاکستان کے علاوہ بھی دنیا کی مختلف جگہوں پر اس وقت ہمارے جو اسیران ہیں اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے جو ہم پر جھوٹے مقدمے قائم کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے بریت کے سامان پیدا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں، اُن کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے، اُن کے اموال و نفوس میں برکت دے۔ کسی بھی رنگ میں قربانیاں دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ دنیا میں جو واقفینِ زندگی ہیں اور خاص طور پر اُن علاقوں میں جہاں مخالفت کی آندھیاں چل رہی ہیں، ڈٹے ہوئے ہیں اور اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کے لئے دعا کریں۔ پاکستان کی جماعت کے لئے بہت دعا کریں۔ جیسا کہ کئی دفعہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں وہاں حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں لیکن کسی نہ کسی انتہا پر پہنچ کر پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے سامان بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ سامان پیدا فرمائے۔ صرف پاکستان ہی نہیں دنیا کے اور ملک بھی ہیں جہاں مخالفت ہے۔ انڈونیشیا ہے، وہاں بھی بعض علاقوں میں بہت زیادہ مخالفت ہے۔ بعض لوگ احمدی ہونے کی وجہ سے عرصے سے بے گھر ہیں، اُن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ ہر اُس جگہ پر جہاں جماعت کی مخالفت ہے، وہاں کے احمدی پریشان ہیں، اُن کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب کی پریشانیاں دور فرمائے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ سب کو بھی اور ایم ٹی اے کی وساطت سے ساری دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ یہ عید ہمارے لئے بے انتہا برکتوں کے سامان لے کر آئے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ پڑھا اور دعا کروائی۔

ZUBER ENGINEERING WORK
(الیس اللہ بِکافٍ عبدہ) زبیر احمد شحنہ
Body Building
All Types of Welding and Grill Works

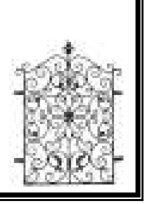
Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بعدازاں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کی بالائی منزل پرتشریف لے گئے اور وہاں پر موجود احباب کو السلام علیکم کہا۔ اس کے بعد خواتین کے ہال اور مارکیز میں تشریف لے گئے اور السلام علیکم کہا، خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔

بعدازاں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ MTA کے سٹوڈیو میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ ابھی عید کے خطبہ کے بعد حضورانور کا یہ مختصر وزٹ بھی Live نشر ہورہا تھا۔

اپنی رہائشگاہ پر جانے سے قبل حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم امیر صاحب آسٹریلیا، نائب امراء، قافلہ کے ممبران، صدر خدام الاحمدیہ اور ڈیوٹی پر موجود خدام کو شرف مصافحہ سے نوازا اور خدا حافظ کہا اور اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے گئے۔

سڈنی کی جماعت کے علاوہ دوسری جماعتوں برزبن، میلبورن اور ایڈیلیڈ وغیرہ سے بھی بعض احباب بڑے لمبے سفر طے کرکے حضورانور کی اقتدا میں نماز عید پڑھنے کے لئے سڈنی پہنچے تھے۔ اڑھائی ہزار سے زائد احباب نے اپنے آقا کی اقتدا میں نماز عید ادا کی اور سوائے چند ایک کے باقی سب کی حضورانور کی اقتدا میں ادا کی جانے والی یہ پہلی نماز عید تھی۔ ہر ایک اپنی اس سعادت پر خوش تھا۔ اور لوگ اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ آج تو ہماری کئی عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عید کو ہم سب کے لئے دائمی برکتوں کا موجب بنادے۔ آمین۔

ایک بج کر تیس منٹ پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

گیسٹ ہاؤس کی تقریب سنگ بنیاد

آج پروگرام کے مطابق گیسٹ ہاؤس کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔ یہ گیسٹ ہاؤس دو منازل پر مشتمل ہے اور مسجد بیت الہدیٰ کے بیرونی احاطہ کے ایک حصہ میں تعمیر کیا جارہا ہے۔

چھ بج کر 40 منٹ پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب کے لئے تشریف لائے۔ احباب جماعت مرد وخواتین پہلے سے ہی بڑی تعداد میں جمع تھے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم امتیاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ آسٹریلیا نے کی۔

اس کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی نے دوسری اینٹ رکھی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت عطا ہوئی:

مکرم محمود احمد صاحب امیر ومبلغ انچارج آسٹریلیا، عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال لندن)، چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب (نائب امیر جماعت آسٹریلیا)، ناصر محمود کاہلوں صاحب (نائب امیر جماعت آسٹریلیا)، عزیز دین صاحب (آسٹریلیا کی پہلی مجلس عاملہ کے ممبر)، رانا محمد امجد خان صاحب (آسٹریلیا کی پہلی مجلس عاملہ کے ممبر)، محمد امجد خان صاحب (صدر مجلس انصاراللہ)، مسز انجم خان صاحبہ (صدر لجنہ آسٹریلیا)، اعجاز احمد رانا صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ)، مکرم یوسف عباسی صاحب (صدر مجلس قضا بورڈ)، اظہر ریحان خان صاحب (پریذیڈنٹ احمدیہ آرکیٹیکٹ ایسوسی ایشن)، محمد سرور شاہ صاحب (نیشنل سیکرٹری ضیافت)، فیروز علی شاہ صاحب (نیشنل سیکرٹری جائداد)، محمد عثمان خان صاحب (نیشنل سیکرٹری مال)، محمد خلیل شیخ صاحب (نیشنل جنرل سیکرٹری)

دو واقفین نو بچوں عزیزم عبدل احمد اور عزیزہ Maheen اشفاق کو بھی ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت ملی۔

آخر پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں حضورانور نے اس گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کے تعلق میں نقشہ جات ملاحظہ فرمائے اور ساتھ ساتھ مختلف امور دریافت فرمائے۔ یہ وسیع وعریض گیسٹ ہاؤس دو منازل پر مشتمل ہے اور اس کی تعمیراتی ٹیم نوجوان احمدی انجینئرز اور آرکیٹیکٹس پر مشتمل ہے۔

اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے عزیزم سید صبیح احمد صاحب ابن ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب (واقف زندگی) کے گھر تشریف لے گئے۔ اور آٹھ بجے واپس تشریف لے آئے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

17 اکتوبر بروز جمعرات 2013ء

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے گئے۔

صبح حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس اور بیرونی ممالک سے آنے والی فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ان پر ہدایات سے نوازا۔ اور حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈیڑھ بجے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پرتشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق چھ بجے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی کے نمائندہ کا حضورانور سے انٹرویو

آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی ABC (Newsline) کے نمائندے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے پہلے ہی سے حضورانور کی آمد کے منتظر تھے۔

"Newsline" آسٹریلیا کے ٹیلی ویژن کا ایک بڑا مشہور اور غیر معمولی اہمیت کا حامل پروگرام ہے۔ اس پروگرام کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ پروگرام دنیا کے 46 ممالک میں نشر ہوتا ہے اور دنیا کے مختلف ممالک کے صدران مملکت اور وزرائے اعظم جب آسٹریلیا کا وزٹ کرتے ہیں تو اُن کے انٹرویوز اس پروگرام میں نشر ہوتے ہیں اور یہ پروگرام دنیا بھر میں دیکھا جاتا ہے اور اس کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔

چھ بج کر پانچ منٹ پر انٹرویو شروع ہوا۔

❁ ... جرنلسٹ نے سوال کیا کہ حضورانور کے آسٹریلیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا: مَیں جس ملک میں بھی آتا ہوں، میرا آنے کا بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی کمیونٹی کے لوگوں سے ملوں اور ان کے مسائل سنوں اور ان کے حالات کا جائزہ لوں اور ان کی رہنمائی کروں۔ پھر اپنے خطبات اور خطابات کے ذریعہ ان کا روحانی معیار بلند کروں اور ان کو نیکیوں کے قیام کی طرف توجہ دلاؤں۔

❁ ... ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: آسٹریلیا میں ہماری کمیونٹی زیادہ بڑی نہیں ہے۔ تعداد چار ہزار سے زائد ہے اور مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ یہاں آنے والے زیادہ تر پاکستان سے ہیں اور انہوں نے پاکستان سے اس لئے ہجرت کی ہے کہ وہاں انہیں ظلموں کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں، تمام سِول حقوق سے محروم ہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ باہر نکل رہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ دوسری قوموں سے بھی یہاں احمدی احباب آئے ہیں لیکن پاکستان سے آنے والوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

❁ ... جرنلسٹ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ میں اور دوسرے مسلمانوں میں کیا فرق ہے اور کیا اختلاف ہے؟

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اِسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا تو اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک مصلح کو مبعوث فرمائے گا۔ ایک ریفارمر آئے گا اور اس کا ٹائٹل مسیح اور مہدی کا ہوگا۔ اور وہ صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرے گا اور اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم پیش کرے گا۔

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمد ثانی اِس ریفارمر کے آنے کے ساتھ پوری ہوگی اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان کی صورت میں یہ ریفارمر آچکا ہے جب کہ دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ ابھی نہیں آیا۔

ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آنے والے کی پیشگوئی فرمائی تھی تو ساتھ بہت سی نشانیاں بتائی تھیں کہ اُس کی صداقت کے یہ یہ نشان ہوں گے۔ چنانچہ ایک بہت بڑا نشان یہ تھا کہ جب وہ مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا تو اس کی سچائی کے لئے رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں گرہن لگے گا۔ چنانچہ آپؑ کے دعویٰ کے بعد یہ نشان پورا ہوچکا اور آپؑ کی صداقت کے لئے گواہ ٹھہرا۔ اب خدا تعالیٰ آپؑ کی مدد کررہا ہے اور احمدیہ جماعت دن رات بڑھ رہی ہے اور ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوسرے مسلمان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہم کہتے ہیں کہ نئی شریعت والا نبی نہیں آسکتا لیکن غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔

دوسرے مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ جب عیسیٰؑ نازل ہوں گے تو وہ نبی ہوں گے۔ اگر عیسیٰؑ کے بطور نبی نازل ہونے سے نبوّت کی مہر نہیں ٹوٹتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت سے نئی شریعت کے بغیر نبی آنے سے نبوّت کی مہر کس طرح ٹوٹ سکتی ہے؟

❁ ... ایک سوال کے جواب میں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ 1974 میں ہمیں پاکستان گورنمنٹ نے ''فار دی پرپز آف لاء اینڈ کانسٹی ٹیوشن'' (For the purpose of Law and Constitution) غیر مسلم قرار دیا۔ جب کہ دنیا کی کوئی پولیٹیکل پارٹی، کوئی حکومت کسی کے مذہب کے بارہ میں فیصلہ نہیں کرسکتی۔ ہر انسان اپنے مذہب کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہے کہ اس کا کون سا مذہب ہے اور کونسا عقیدہ ہے۔

❁ ... انڈونیشیا میں جماعت کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انڈونیشین حکومت تو کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتی۔ لیکن ہر حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ اپنے ملک کے شہریوں کو خواہ ان کا تعلق کسی بھی مذہب، فرقہ سے ہو، تحفّظ فراہم کرے اور ہر ایک کے ساتھ انصاف اور عدل کا سلوک کرے اور سب کے حقوق ادا کرنے کے لئے ایک ہی پیمانہ ہو۔

❁ ... ایک سوال کے جواب میں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر جگہ امن کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔ انٹرفیتھ ڈائیلاگ کے ذریعہ معاشرہ میں امن کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' (Love for all, Hatred for none) ہے۔ ہمیں ہر جگہ خواہ ریلیجس گروپس ہوں یا پولیٹیکل گروپس ہوں یا کوئی آرگنائزیشن ہو، عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پسند کیا جاتا ہے اور ہر ایک ہمیں قبول کرتا ہے کیونکہ ہم پُرامن لوگ ہیں اور معاشرہ میں ہر جگہ امن، رواداری، ہم آہنگی اور بھائی چارہ، اخوّت محبت کے قیام کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

❁ ... سیریا کے موجودہ حالات کے حوالہ سے سوال پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں پارٹیز، حکومت اور مخالف فریق، اپنے پرابلم اور معاملات حل کرنے میں افہام وتفہیم سے کام لیں۔ امن اور رواداری اور مہذّبانہ طریق اختیار کریں۔ اگر پہلے ہی حکومت کی طرف سے رعایا کے حقوق ادا ہورہے ہوتے تو پھر عوام کی طرف سے یہ مسائل نہ اٹھتے۔ اگر وہاں عوام کو، رعایا کو ان کے حقوق نہیں دیئے

باقی صفحہ 13 کالم 3-4 پر ملاحظہ فرمائیں

Zaid Auto Repair
زیدآٹو رپیئر
Mob. 9041733615, 9876918864
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

محترم الحاج خان بہادر سید محی الدین احمد صاحب مرحوم

عُرف بَنّو بابُو ایڈووکیٹ رانچی کا ذکر خیر

(سیّد فرقان احمد ابن سیّد محی الدین احمد)

خوبصورت ، لحیم شہیم ، نجیب الطرفین، پُروقار شخصیت کے مالک ، غریب پرور، یتیموں کے سرپرست ،نمازی، متقی، عالموں کے عالم ،مشہور و معروف الحاج خان بہادر سید محی الدین احمد عرف ’’بنو بابو‘‘ رانچی شہر کے باشندے تھے۔آپ پیشے سے وکیل تھے آپ کی قانونی صلاحیت کے باعث آپ کی شہرت رانچی سے کشمیر تک تھی۔ ہزاروں کیس جیتنے کی وجہ سے آپ کا شمار بھارت کے چوٹی کے وکلا میں ہوتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ جب کشمیر کے وزیر اعلیٰ شیخ عبداللہ نے اپنی قانونی لڑائی کے لیے بھارت اور لندن کے چوٹی کے وکیلوں کی فہرست تیار کی تو اس میں سرفہرست ابّا کا نام رکھ کر انہیں اپنے کیس کے Defence Council کا Chief بنایا۔ ابّا کو وکالت کے ساتھ ساتھ لکھنے کا بھی شوق تھا۔ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے 1935ء میں انگریزوں کی حکومت کے دوران اپنی کوٹھی آشیانہ سے The Sentinel نام کا انگریزی اخبار نکالنا شروع کیا۔ بڑے سرکاری عہدیدار، کمشنر، جج، منسٹر، وکیل صاحب کی کوٹھی میں آنا اپنی عزت افزائی سمجھتے تھے۔ اُس زمانے میں آپ کی کوٹھی آشیانہ رانچی شہر کا مشہور Tourist Spot سمجھی جاتی تھی۔اگر ہم چند لفظوں میں اس دور کے آشیانہ کے باہری منظر کو بیان کریں تو کچھ اس طرح ہوگا۔

گوتھک پلّر سے بنی عمارت 100 فٹ لمبا کمپاؤنڈ اور کوٹھی کے Portico میں ہزاروں قانونی کتابوں سے بھری الماریاں، اُونچے محراب سے لٹکتے ہوئے پیتل کے پھولوں سے سجے گملے اور گیٹ پر کھڑی جنرل موٹرز کی گاڑیاں، نوکروں کا ہجوم، جونیئر وکیلوں کی بھیڑ، موکلوں کا تانتا، پریس کے ملازموں کی چھل پہل اور وکیل صاحب کے چیمبر کے باہر بیٹھے محمود صاحب کی ٹائپنگ کی آواز چھپتے ہوئے اخبار کی مشین کی آواز سے ملکر ایک عجیب سماں باندھتی تھی۔

اس شہر میں وکیل صاحب سے ناواقفیت اس شخص کی باشندگی پر سوال اٹھا دیتی تھی۔ اکثر ڈاک سے بھیجے ہوئے خط میں پتہ لکھا ہوتا تھا ’’بنو بابو، بہار‘‘۔شہر کے کچھ لوگ ابّا سے روبرو ہوکر مصافحہ کرنے کے لیے عید کا انتظار کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سال کے ایک دن عید کی نماز کے بعد ابّا اپنے گھر سے اپنی بہن کے گھر پیدل جایا کرتے تھے۔ یہ فاصلہ ایک محلے سے دوسرے محلے تک کا تھا۔آشیانہ کی طرح ان کا ایک فارم ہاؤس سملیہ کے نام سے جانا جاتا تھا، جہاں ایک بنگلہ، مسجد، گوال گھر، پولٹری فارم اور امرود کا باغ اور اپنی Electricity تھی جو Wind Charger کے ذریعہ پیدا کی جاتی تھی۔ جب جب ابّا اپنے اہل و عیال کے ساتھ سملیہ جاتے تو اس ویران علاقے کی خاموشی میلے کی کھلبلی میں بدل جاتی۔آپ گاؤں والوں کی کمائی کا ذریعہ بن جاتے تھے۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ آس پاس کے غریب ملازمت کی تلاش میں جب رانچی شہر آتے تو بڑے بزرگ انہیں مشورہ دیتے تھے کہ اگر نوکری نہ ملے تو بنو بابو کے گھر چلے جانا۔گھر کے افراد اور خدمت گزاروں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ میری اماں اکثر کہتی تھیں کہ مستقل ۳ وقت ۵۲ آدمیوں کے کھانے کا انتظام کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ ان کی شخصیت کی دنیاوی جھلک تھی۔ اب میں آپ کو اُن کی روحانی شخصیت جھلک دکھاتا ہوں جسے ہم نے کئی بار دیکھا ہے۔ پانچ وقت کے نمازی تھے۔ پچاس سالوں میں قرآن پاک کی تلاوت میں شاید ایک بار بھی ناغہ نہیں ہوا۔ ایک دفعہ آنکھ کے آپریشن کی وجہ سے ایک ہفتہ قرآن پاک نہیں پڑھ سکے اور جب آنکھوں کی پٹی کھلی تو انہوں نے قرآن پاک کھولا تو خدا نے اُن سے قرآن کی آیت کے ذریعے مخاطب ہوکر یہ کہا:

’’اور خدا تم سے پوچھے گا کہ تم نے اپنی آنکھوں کا استعمال کیسے کیا‘‘

مجھے مقدمے میں ابّا کے ساتھ کئی بار باہر جانے کا موقع ملا۔ ہر سفر میں مختلف مراحل اور مختلف مسائل ہوا کرتے تھے لیکن ایک چیز جو کبھی نہ بدلتی وہ نماز کی پابندی تھی۔ اگر مقدمے کے لیے جاتے وقت یا مقدمے سے لوٹتے ہوئے نماز کا وقت ہو جاتا تو خواہ اندھیری رات اور جنگل بیابان ہی کیوں نہ ہو، نماز کے لیے گاڑی رکوا دیتے۔گاڑی کے رکتے ہی موکل روتے ہوئے ابّا کو سمجھانے کی کوشش کرتا کہ حضور یہ ایسی جگہ ہے کہ اگر ڈاکو سے بچ گئے تو شیر کھا جائے گا۔ ابّا اس کی باتوں کو مسکراتے ہوئے نظر انداز کرتے اور اسی اہتمام کے ساتھ وضو کر کے نماز پڑھتے جیسے وہ اپنے گھر میں نماز ادا کر رہے ہوں۔ موکلوں کے تعلق سے ایک عجیب وغریب واقعہ بھی گزرا جسے یاد کر کے اس آیت پر ایمان پختہ ہو جاتا ہے کہ:

’’کیا خدا اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں‘‘

ابّا اپنے بچوں سے یہ کہا کرتے تھے کہ خدا تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ اس کا ایک جیتا جاگتا نمونہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

ایک دن اچانک دو الگ الگ موکل مختلف علاقوں سے ہمارے گھر پہنچے اور وہ دونوں اس بات پر اصرار کرنے لگے کہ انہیں ابّا کو ہی لیکر کیس میں جانا ہے ۔ابّا کیلئے جسمانی طور پر دو مختلف جگہوں پر بروقت حاضر ہونا ممکن نہیں تھا۔ اس مسئلے کو سمجھ کر دونوں موکل رونے لگے۔ ایک اپنے بیٹے کی پھانسی کی سزا سے ڈر رہا تھا تو دوسرا اپنے بڑے بھائی کی عمر قید کی سزا کی دُہائی دے رہا تھا۔ دو عمر دراز لوگوں کو روتے دیکھ کر گھر کے سبھی لوگ پریشان تھے۔ ابّا اپنے چیمبر سے اُٹھ کر اپنے کمرے میں گئے اور جانماز میں گھنٹوں سجدے میں پڑے رہے۔ ابّا کا نوکران کے کمرے سے لگے دروازے کے پردے کو کھینچ کر برابر کر دیتا۔ خاندان کے سبھی افراد کے لئے یہ Do not disturb کا Sign تھا۔ کچھ دیر بعد ایک موکل کے گھر سے فون آیا کہ جج بیمار ہو گئے ہیں، کل آنے کی ضرورت نہیں ہے ایسے کئی واقعات ہیں جہاں میں نے ابّا کو خدا کے قریب پایا۔ ابّا کا تقویٰ اور خدا پر پختہ ایمان ان کی اولاد کے لئے ایک جیتی جاگتی مثال تھا۔ یہ آپ پر منحصر کرتا ہے کہ آپ اپنی عبادت سے ایک زندہ خدا کا ثبوت کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

ابّا کی ولی صفت شخصیت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جس سے جماعت بخوبی واقف ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کی ساری جائداد کو کسٹوڈین نے Evacue Property Declare کر دیا تھا۔ اس کیس کو لڑنے کے لیے ہندوستان کے تین بڑے وکیلوں کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضورؓ نے ابّا کا نام چنا۔ محترم عبدالحمید عاجز صاحب درویش اچانک ابّا کے چیمبر رانچی پہنچے، قبل اس کے کہ عاجز صاحب کچھ کہتے ابّا نے ان سے کہا کہ میں حضور کی بھیجی ہوئی فائل کا انتظار کر رہا ہوں۔ خلیفہ خدا کا چنندہ ہوتا ہے، اس کے ہر فیصلے میں خدا کی حامی ہوتی ہے، حضور کے اس فیصلے کی خبر اللہ تعالیٰ نے ابّا کو خواب کے ذریعہ دے دی تھی۔ ابّا کسٹوڈین جنرل کے ذریعہ یہ معاملہ ہوم منسٹری تک لے گئے اور پھر یہ معاملہ ہوم منسٹری سے ’’پنڈت جواہر لال نہرو‘‘ تک پہنچا۔ نہرو نے ابّا کو چائے کی دعوت دی۔ ابّا نے چائے پینے سے پہلے نہرو سے انصاف پر مبنی فیصلہ کرنے کا وعدہ لیا، فیصلہ جماعت کے حق میں ہوا۔ یہ روحانیت اور قانونی صلاحیت کا ایک حسین مظاہرہ تھا جس کا کارساز صرف خدا تھا۔ میں نے کئی بار دیکھا ابّا غریب موکلوں کا کیس بغیر فیس کے لڑتے اور دوسری طرف بہار کے چیف منسٹر کرپوری ٹھاکر صاحب بھی آ جاتے تو انہیں بھی ابّا کی نماز ختم ہونے تک انتظار کرنا پڑتا۔ ابّا کی وفات کے چالیس سال بعد بھی ایک دن اچانک چند ضعیف لوگ ہمارے گھر آشیانہ پہنچے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ ابّا کے پاس اپنا کیس لیکر آئے تھے۔

انسان جب اپنے آپ کو خدا کا عملی طور پر جواب دہ سمجھنے لگتا ہے تو اس کے ایمان کی پختگی اسے یک رنگ بے خوف اور خدا کی محبت کا طلبگار بنا دیتی ہے۔ ان کے سامنے انسانیت کا معیار ایک اونچائی کو چھو لیتا ہے۔ جہاں دنیاوی حیثیت کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ جسم فانی ہے لیکن ایک روحانی شخصیت کو اس کی نیکیوں کے عوض لافانیت سے نواز دیتا ہے۔

بتاریخ 28 نومبر 1974 ابّا اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابّا کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی خوبیوں کو اپنانے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابّا اپنے خاندان کے پہلے احمدی تھے اور آج ان کی نسل در نسل ایک کارواں بن چکی ہے جسے تحفے میں ایمان کا خزانہ احمدیت ملی ہے۔

❁❁❁

بقیہ صفحہ 12 رپورٹ دورہ حضور انور

جار ہے اور حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے تو پھر ہمسایہ مسلمان ممالک کا کام ہے کہ وہ مدد کریں اور لوگوں کو اُن کے حقوق دلوائیں اور امن کے قیام کی کوشش کریں۔

❁ ... **ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا** کہ انڈونیشیا میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے جو ہمیں اپنے حقوق سے روکتا ہو۔ لیکن بعض علاقوں میں مقامی حکومتی انتظامیہ کی طرف سے بعض ایسے حالات پیدا کئے گئے ہیں جو ہمیں فرائض کی بجا آوری میں روکتے ہیں اور ہمارے حقوق میں روک بنتے ہیں۔ لیکن پاکستان کی صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہاں حکومت کی طرف سے قانون بنا کر ہمارے حقوق سلب کئے گئے ہیں اور ہم اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل نہیں کر سکتے۔ آزادانہ اپنے مذہب اسلام کی پریکٹس نہیں کر سکتے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وقت آئے گا کہ ہم ساری دنیا میں آزادانہ طور پر کام کر سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز

انٹرویو کا یہ پروگرام چھ بج کر 25 منٹ پر ختم ہوا۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 158 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ ملاقات کرنے والوں میں سڈنی کی دو جماعتوں بلیک ٹاؤن اور Mount سے آنے والی فیملیز کے علاوہ اسلام آباد پاکستان سے آنے والی ایک فیملی نے بھی شرف ملاقات پایا۔

ان سبھی احباب نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور ہر ایک نے اپنے حق میں دعائیں لیں۔ بیماروں نے اپنی کامل صحت کے لئے دعائیں لیں اور مسائل اور تکالیف اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے لوگوں نے ان امور سے نجات پانے کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ طلباء اور طالبات نے اپنے امتحانوں اور تعلیم میں اعلیٰ کامیابی کے حصول کے لئے پیارے آقا سے دعائیں پائیں۔ غرض ہر کوئی بے انتہا فیض اور برکتیں حاصل کرتے ہوئے باہر آیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر چالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد بیت الہدیٰ‘‘ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

☆☆ (باقی آئندہ) ☆☆

منصف کے جواب میں از صفحہ ۲

رہاہوں تو یہ بات بالکل درست ہے اور وہ دینی ضرورت اور وہ فریضہ کیا تھا جس کی طرف آپ مسلمانوں کو متوجہ کرنا چاہتے تھے، اس کا ذکر اگلے اعتراض کے جواب میں آئے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ دینی ضروریات کے لیے رقم فراہم کرنا مریدوں کا کام ہے بلکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ :

’’اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالیٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اس کے انجام پہنچانے کیلئے وہی کافی اور اُسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں لیکن اُسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے......

سب پر لازم ہے کہ اس پُرخطر اور پُرفتنہ زمانہ میں...... اپنے اپنے حسن خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمال صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے اپنے پیارے مالوں کے فدا کرنے اور پیارے وقتوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کے اُس غیر متبدل اور مستحکم قانون سے ڈریں جو وہ اپنے کلام عزیز میں فرماتا ہے۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران) یعنی تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔‘‘ (فتح اسلام صفحہ ۲۶ تا ۳۸)

یہ وہ عظیم مقصد تھا جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ مسلمانوں کو بلا رہے تھے یعنی اسلام پر دیگر ادیان کے ناپاک اعتراضات و الزامات کے دفاع کیلئے مالی مدد۔ معترض کے ہمنوا اور ارباب منصف غور فرمائیں کہ کیا یہ وہی کام نہیں ہے جو مسیح موعودؑ نے آکر دنیا میں کرنا تھا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر کے دکھانا تھا۔ اب کیا یہ غلبہ اکیلے مسیح موعودؑ نے ہی کرنا تھا؟ کیا امت مسلمہ کا فرض نہیں کہ اس عظیم مہم میں اس کا ساتھ دے۔ آپ نے تو اعتراض کر کے وہی حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں والی بات کی کہ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ کہ جاؤ تم اور تمہارا رب لڑو ہم تو یہیں بیٹھ رہنے والے ہیں۔ اور ہاں جب فتح ہو جائے تو ہمیں بھی بلا لینا، ہمیں فتحیاب ہونا بہت پسند ہے۔ اب اگرچہ کہ جنابِ معترض تو اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے خدا کے حضور حاضر ہو چکے ہیں لیکن ہم ان کے خوشہ چینوں کو بتاتے ہیں کہ یاد رکھیں! جب اسلام کو وہ عالمی غلبہ نصیب ہوگا اور اس وقت اگر آپ زندہ رہے تو آپ کا نفس اندر ہی اندر پشیمان ضرور ہوگا کہ کاش اس فتح اور غلبہ میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہوتا! آج ہم بھی فتح کے ترانے گانے والوں کے ساتھ مل کر یہ ترانے گاتے! لیکن نہیں اس دن آپ کا نفس آپ کو ملامت کرے گا کہ تم کیونکر ان فتوحات کو دیکھ کر خوش ہو سکتے ہو۔ تم تو ان غازیوں پر ساری زندگی اعتراض ہی کرتے رہے جن کی وجہ سے آج اسلام کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ اب تمہیں کوئی حق نہیں کہ ان فتوحات پر خوش ہو۔ خوش ہونے کا حق ان کا ہے جن کی وجہ سے یہ دن طلوع ہوا۔ بہرحال یہ تو ایک ضمنی بات تھی اب پھر ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔

جناب معترض نے لکھا:

’’مرزا نے دراصل اس ایک تیر سے دو شکار کیے۔ ایک یہ کہ نہ رہن فکر ہوگی اور نہ پہلی بیوی کی اولاد کو اس سے کوئی حصہ مل سکے گا۔ دوم یہ کہ اتنے طویل عرصے کے لیے اس کی جائداد انکم ٹیکس کی زد سے محفوظ رہے گی۔ درآں حال کہ بیوی کے نام رہن ہونے کی وجہ سے پورے طور پر اس کے تصرف میں بھی رہے گی۔‘‘ (ایضاً)

قارئین کرام! ہمیں ان تمام اوچھے اعتراضوں کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں تھی۔ ایک عقل سلیم رکھنے والے سعید فطرت پر ان اعتراضات کی حقیقت خود عیاں ہے۔ سورج کو اپنا وجود ثابت کرنے کیلئے کسی گواہی یا ثبوت کی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی معترض کی تسلی کی خاطر ہم اس کا جواب لکھنے پر مجبور ہیں۔ واضح ہو کہ ہر وہ شخص جو زمین جائداد رکھتا ہے شریعت اسے اجازت دیتی ہے کہ وہ بعض ضروریات کے پیش نظر اپنی زمین کسی کے پاس رہن رکھ کر اپنی ضرورت کے مطابق رقم حاصل کر لے اس پر تو کسی کو اعتراض ہونا ہی نہیں چاہیئے۔ اس پر لب کشائی کرنا تو شریعت پر لب کشائی کرنے کے مترادف ہے۔ ضمناً میں یہ بھی عرض کردوں کہ یہاں منصف نے جو لکھا ہے کہ ’’نہ رہن فکر ہوگی اس سے غالباً اس کی مراد ’’نہ رہن فک ہوگی‘‘ ہے۔ منصف نے معترض کی کامل اتباع کا ثبوت دیتے ہوئے سہو کتابت کو بھی اپنا حق سمجھا۔ کتابت کی غلطی نظر انداز ہو سکتی ہے۔ لیکن یاد رہے ظلم کا ساتھ دینے والے کا بھی ایک دن انصاف ہوگا کہیں ایسا نہ ہو کہ منصف ہی خدا کی عدالت میں بے انصاف ٹھہرے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’’حضرت والدہ صاحبہ نے خاکسار سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کو کسی دینی غرض کیلئے کچھ روپے کی ضرورت پیش آئی تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے تم اپنا زیور دے دو۔ میں تم کو اپنا باغ رہن دے دیتا ہوں۔ چنانچہ آپؑ نے سب رجسٹرار کو قادیان میں بلوا کر باقاعدہ رہن نامہ میرے نام کروا دیا۔ اور پھر اندر آکر مجھ سے فرمایا کہ میں نے رہن کیلئے تیس سال کی میعاد لکھ دی ہے کہ اس عرصہ کے اندر یہ رہن فک نہیں کروایا جائے گا‘‘ اس کی وضاحت میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مزید فرماتے ہیں۔

’’خاکسار عرض کرتا ہے کہ رہن کے متعلق میعاد کو عموماً فقہ والے جائز قرار نہیں دیتے۔ سوا گر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول کی اہل فقہ کے قول سے تطبیق کی ضرورت سمجھی جاوے تو اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ گویا حضرت صاحب نے میعاد کو رہن کی شرائط میں نہیں رکھا بلکہ اپنی طرف سے یہ بات زائد بطور احسان و مروّت کے درج کرادی۔ کیونکہ ہر شخص کو حق ہے کہ بطور احسان اپنی طرف سے جو چاہے دوسرے کو دیدے۔ مثلاً یہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو کچھ قرض دے تو اصل سے زیادہ واپس نہ مانگے کیونکہ یہ سود ہو جاتا ہے لیکن بایں ہمہ اس بات کو شریعت نے نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ قرار دیا ہے کہ ہو سکے تو مقروض روپیہ واپس کرتے ہوئے اپنی خوشی سے قارض کو اصل رقم سے کچھ زیادہ دے دے۔ علاوہ ازیں خاکسار کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ گو شریعت نے رہن میں اصل مقصود ضمانت کے پہلو کو رکھا ہے اور اسی وجہ سے عموماً فقہ والے رہن میں میعاد کو تسلیم نہیں کرتے لیکن شریعت کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ بعض اوقات ایک امر ایک خاص بات کو ملحوظ رکھ کر جاری کیا جاتا ہے۔ مگر بعد اس کے جائز ہو جانے کے اس کے جواز میں دوسری جہات سے بھی وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً سفر میں نماز کا قصر کرنا دراصل مبنی ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ میں نکلتے تھے تو چونکہ دشمن کی طرف سے خطرہ ہوتا تھا اس لئے نماز کو چھوٹا کر دیا لیکن جب سفر میں ایک جہت سے نماز قصر ہوئی تو پھر اللہ نے مومنوں کیلئے اس قصر کو عام کر دیا اور خوف کی شرط درمیان سے اٹھا لی گئی۔ پس گو رہن کی اصل بنیاد ضمانت کے اصول پر ہے لیکن جب اس کا دروازہ کھلا تو باری تعالیٰ نے اس کو عام کر دیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۶۴۔ ۲۶۳)

انکم ٹیکس کی وضاحت :

معترض نے یہ لکھ کر کہ ’’انکم ٹیکس کی زد سے محفوظ رہنے کیلئے اپنی جائداد اپنی بیوی کے نام رہن رکھ دی درآں حال کہ بیوی کے نام رہن ہونے کی وجہ سے پورے طور پر اس کے اپنے تصرف میں بھی رہے گی‘‘ اپنی ہی پردہ دری کرائی ہے اور اپنے مبلغ العلم کا ثبوت دیا ہے۔ یہ سوال تو سرے سے ہی غلط ہے کیونکہ انکم ٹیکس تو مخالفین کی جھوٹی مخبریوں کے نتیجہ میں چندے کی رقم کو ذاتی جائداد قرار دے کر لگایا جا رہا تھا۔ جبکہ جائداد سے تو محض پانچ چھ سو روپے کی سالانہ آمد تھی اور اس پر کسی صورت میں ٹیکس نہیں لگ سکتا تھا، اور چندے کی رقم پر قانوناً کوئی ٹیکس نہیں ہوتا۔ پھر اگر آپ کی جائداد کی آمد قابل ٹیکس ہوتی تو بیوی کے پاس رہن رکھنے کے باوجود وہ ٹیکس سے بچ نہیں سکتی تھی۔ ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ بیوی کے پاس رہن رکھنے سے جائداد ٹیکس سے بچ جاتی ہے درآں حال کہ آپؑ کے تصرف میں ہونے کے باعث اس پر عائد ہونے والا ٹیکس بھی آپؑ ہی کو چکانا پڑتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی کثرت سے مالی تائید و نصرت کو دیکھ کر حاسدوں نے یہ شاخسانہ کھڑا کر دیا کہ آپؑ کی آمدنی بہت ہے مگر آپؑ حکومت کے قانون کے مطابق انکم ٹیکس ادا نہیں کرتے اور سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ چنانچہ بعض مخالفین کی مخبری پر وسط ۱۸۹۸ء میں حضورؑ پر حکومت پنجاب نے مبلغ سات ہزار دو سو روپیہ پر ایک سو ستاسٹھ روپیہ آٹھ آنہ کا ٹیکس عائد کیے جانے کا مقدمہ دائر کر دیا۔

(لائف آف احمد صفحہ ۶۶۱ از مولانا عبد الرحیم صاحب درد۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۵)

اس موقعہ پر منشی تاج الدین صاحب تحصیل دار بٹالہ نے بحکم عدالت اصل معاملہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کر کے ۳۱ راگست ۱۸۹۸ء کو مسٹر ایف ٹی ڈکسن کلکٹر ضلع گورداسپور کی خدمت میں مفصل رپورٹ بھجوائی۔ اس میں انہوں نے لکھا:۔

’’مرزا غلام احمد ایک پرانے معزز خاندان مغل میں سے ہے جو موضع قادیان میں عرصہ سے سکونت پذیر ہے اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز زمیندار تھا اور موضع قادیان کا رئیس تھا۔ اس نے اپنی وفات پر ایک معقول جائداد چھوڑی۔ اس میں سے کچھ جائداد تو مرزا غلام احمد کے پاس اب بھی ہے اور کچھ مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے پاس ہے جو اُس کو مرزا غلام قادر کی بیوی کے توسل سے ملی ہے یہ جائداد اکثر زرعی مثلاً باغ، زمین اور تعلقہ داری چند دیہات ہے اور چونکہ مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز رئیس آدمی تھا ممکن ہے اور میری رائے میں اغلب ہے کہ اس نے بہت سی نقدی اور زیورات بھی چھوڑے ہوں لیکن ایسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت قابل اطمینان شہادت نہیں گزری۔ مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا ہے اور اس کا طریق عمل ہمیشہ سے ایسا رہا ہے کہ اس سے اُمید نہیں ہو سکتی کہ اس نے اپنی آمدنی یا اپنے والد کی جائداد نقدی و زیورات کو تباہ کیا ہو۔ جو جائداد غیر منقولہ اس کو باپ سے وراثتاً پہنچی ہے وہ تو اب بھی موجود ہے لیکن جائداد غیر منقولہ کی نسبت شہادت کافی نہیں مل سکی۔ لیکن بہرحال مرزا غلام احمد کے حالات کے لحاظ سے یہ طمانیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی اس نے تلف نہیں کی۔‘‘

نیز لکھا کہ ’’مرزا غلام احمد پر امسال ۷۲۰۰ روپیہ اس کی سالانہ آمدنی قرار دیکر انکم ٹیکس قرار دیا گیا۔ اس کی عُذرداری پر اس کا اپنا بیان خاص موضع قادیان میں جبکہ کمترین بتقریب دورہ اس طرف گیا، لیا گیا اور تیراں کس گواہان کی شہادت قلمبند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اس کو تعلقہ داری، زمین اور باغ کی آمدنی ہے تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً 82 (روپے) کی زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ تخمیناً دو سو تین سو روپیہ چار سو اور حد درجہ پانسو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کو تخمیناً پانچہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہنچا ہے ورنہ اوسط

سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کے ہوتی ہے۔ وہ پانچ مدوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ، زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کیلئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔ شہادات گواہان بھی مرزا غلام احمد کے بیان کی تائید کرتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ مریدان بطور خیرات پانچ مدات مذکورہ بالا کے لئے روپیہ مرزا غلام احمد کو بھیجتے ہیں اور ان ہی مدّات میں خرچ ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد کی اپنی ذاتی آمدنی سوائے آمدنی تعلقہ داری، زمین اور باغ کے اور نہیں ہے جو قابل ٹیکس ہو۔ میں نے موقعہ پر بھی خفیہ طور سے مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی کی نسبت بعض اشخاص سے دریافت کیا۔ لیکن اگرچہ بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی بہت ہے اور یہ قابل ٹیکس ہے لیکن کہیں سے کوئی بین ثبوت مرزا صاحب کی آمدنی کا نہ مل سکا۔ زبانی تذکرات پائے گئے۔ کوئی شخص پورا پورا ثبوت نہ دے سکا۔ میں نے موضع قادیان میں مدرسہ اور مہمان خانہ کا بھی ملاحظہ کیا۔ مدرسہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے اور اکثر بعمارت خام بنا ہوا ہے اور کچھ مریدوں کیلئے بھی گھر بنے ہوئے ہیں لیکن مہمانخانہ میں واقعی مہمان پائے گئے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ جس قدر مُرید اس روز قادیان میں موجود تھے۔ انہوں نے مہمانخانہ سے کھانا کھایا۔

کمترین کی رائے ناقص میں اگر مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی صرف تعلقہ داری اور باغ کی قرار دی جائے جیسا کہ شہادت سے عیاں ہوا اور جسقدر آمدنی مرزا صاحب کو مریدوں سے ہوتی ہے اس کو خیرات کا روپیہ قرار دیا جائے جیسا کہ گواہان نے بالعموم بیان کیا تو مرزا غلام احمد پر موجودہ اِنکم ٹیکس بحال نہیں رہ سکتا۔‘‘

(ضرورت الامام صفحہ ۱۸۔۵۱۷) روحانی خزائن جلد ۱۳)

تحصیلدار منشی تاج الدین صاحب کی اس تحقیقاتی رپورٹ پر مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور نے حضرت مسیح موعودؑ پر عائد کیا جانے والا ٹیکس معاف کرتے ہوئے یہ حکم صادر فرمایا:

In the court of F.T. Dixon Esquire Collector of the District of Gurdaspur.

Income Tax objection case no. 46 of 1898.

Mirza Ghulam Ahmad son of Mirza Ghulam Murtaza caste Mughal, resident of mauza Qadian Mughlan, Tehsil Batala, Distt. of Gurdaspur objector

ORDER

This tax is a newly imposed one and Mirza Ghulam Ahmad claims that all his income is applied not to his personal but to the expenses of sect he has founded. He admits that he has orher property but he stated to the Tashildar that even the proceeds of that which is classed as land and the proceeds of agriculture and is exempt under 5 (b) go to his religious expenses. I see no reason to doubt the bona fides of this man, whose sect is well known, and I exempt his income from subscriptions which he states as 5200/- Under Sec 5 (c) as being solely employed in religious purposes.

Sd. T.Dixon
Collector

یعنی بعدالت ٹی ڈیکسن صاحب بہادر کلکٹر ضلع گورداسپور

مقدمہ نمبر ۴۶ بابت ۹۸ عذرداری انکم ٹیکس مرزا غلام احمد صاحب ولد مرزا غلام مرتضیٰ قوم مغل ساکن موضع قادیان مغلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور عذردار۔ حُکم

’’یہ ٹیکس جدید تشخیص کی گئی ہے اور مرزا غلام احمدؑ کا دعویٰ ہے کہ تمام اس کی آمدنی اُس کی ذاتی کاروبار پر خرچ نہیں ہوتی بلکہ اس فرقہ کے اخراجات پر صرف ہوتی ہے کہ جو اس نے قائم کیا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے پاس اور جائداد بھی ہے لیکن اس نے تحصیلدار کے سامنے بیان کیا کہ وہ آمدنی بھی کہ جواز قسم آمدنی اراضی زراعت کی ہے اور زیر دفعہ ۵ (ب) مستثنٰی ہے مذہبی اخراجات میں جاتی ہے۔ ہم اس شخص کی نیک نیتی پر شُبہ کرنے کے لیے کوئی وجہ معلوم نہیں کرتے اور ہم اس کی آمدنی کو جواز چندہ ہا ہے۔ وہ ۵۲۰۰ روپیہ بیان کرتا ہے معاف کرتے ہیں کیونکہ زیر دفعہ (۵) محض مذہبی اغراض کیلئے وہ صرف کی جاتی ہے۔ لہٰذا حکم ہوا کہ بعد تعمیل ضابطہ کاغذات ہذا داخل دفتر کیے جاویں۔ تحریر 17.9.98‘‘ (ضرورۃ الامام صفحہ ۵۱۸)

پس تحقیقاتی کمیشن کے پختہ دلائل کے نتیجے میں ڈگری حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں رہی۔ اب 115 برس بعد مخالفین احمدیت کی یہ عذرداریاں عذر لنگ اور خارج از میعاد ہیں کیونکہ یہ مقدمہ ایک بار اختیار عدالت سے انفصال پاچکا ہے اور تقریباً ۱۱۵ برس سے واقعی، صحیح اور درست مانا گیا ہے اور آج تک اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی جرح یا حجت پیش نہیں ہوئی۔ لہٰذا مخالفین احمدیت جتنا چاہیں سر پھوڑ لیں اس فیصلے کی ترمیم و تنسیخ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ معترض کا یہ قول کہ آپؑ نے اپنا باغ انکم ٹیکس سے بچنے کیلئے اپنی زوجہ کے پاس رہن رکھا تھا، ان واضح ثبوتوں کے سامنے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا جبکہ وہ خود اقرار کر چکے ہیں کہ آپ نے وہ رہن دینی ضروریات کیلئے رکھا تھا اور وہ دینی ضروریات جوڈیشیل تحقیقات کی رو سے ہم ابھی ثابت کر آئے ہیں اور اگلی قسط میں بیان کی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

☆☆☆(جاری)☆☆☆

(تنویر احمد ناصر)

تحریک جدید کے سال نو کا بابرکت اعلان
مخلصین جماعت سے دردمندانہ درخواست

یہ امر باعث مسرت ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جاری فرمودہ انقلابی تحریک ’’تحریک جدید‘‘ 31/ اکتوبر کو شاہراہ غلبہ اسلام پر اپنے کامیاب و بامراد سفر زندگی کے 79 سال مکمل کر کے یکم نومبر سے 80 ویں سال میں قدم رکھ چکی ہے جس کا باضابطہ اعلان سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 8 نومبر کو مسجد ’’بیت الاحد‘‘ جاپان میں ارشاد فرمودہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں فرما چکے ہیں۔ الحمدللہ۔

دنیا بھر میں چھائے ہوئے مالی بحران، بے روزگاری اور کساد بازاری کے گہرے بادلوں کے باوجود مخلصین جماعت احمدیہ بھارت نے سال گزشتہ میں بھی اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے پیارے آقا کے مرحمت فرمودہ وعدہ و وصولی کے خطیر ٹارگیٹ کے بالمقابل بفضلہٖ تعالیٰ 18% سے بھی زائد قابل رشک مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق پائی ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ الودود کی جانب سے سال نو کیلئے عطا ہونے والا نیا ٹارگیٹ تحریک جدید کے ہر مجاہد سے اپنے سال گزشتہ کے وعدہ میں کم از کم 15% کا اضافہ کئے جانے کا متقاضی ہے۔ مخلصین جماعت احمدیہ بھارت نے جس مومنانہ روح مسابقت کے ساتھ سالہائے گزشتہ میں پیارے آقا کے مرحمت فرمودہ ہر ٹارگیٹ کو دل و جان کے ساتھ بڑھ چڑھ کر پورا کرنے کی توفیق پائی ہے۔ اُمید واثق ہے کہ امسال بھی اپنی شاندار جماعتی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اسی والہانہ جذبہ خُلوص و ایثار کے ساتھ دربار خلافت سے ملنے والے اس نئے ٹارگیٹ کو بھی حسب سابق حضور پرنور کی توقعات سے کہیں بڑھ کر پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلصین جماعت کو اس کی بیش از بیش توفیق و سعادت سے نوازے اور انہیں فلاح دارین کا وارث بنائے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ملکی رپورٹیں

احمدیہ مسلم بک اسٹال

مجلس خدام الاحمدیہ کٹک کے زیر اہتمام 18 تا 24 نومبر 2013 کٹک بالی جاترہ میلہ کے موقعہ پر ایک بک اسٹال لگایا گیا جس سے کثیر تعداد میں لوگوں تک پیغام حق پہنچا۔ (سید طاہر احمد کٹک)

سرودھرم سمّیلن

یکم دسمبر ۲۰۱۳ کو احمدیہ مسلم جماعت بہوہ کے زیر اہتمام ایک سرودھرم سمّیلن منعقد کیا گیا۔ جس میں ۸۰۰ سے زائد مرد و زن شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر علاقہ کے ۵۰ سے زائد معززین نے شرکت کی۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

تین روزہ تربیتی کیمپ

۸ تا ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۳ء جماعت احمدیہ کٹاکش پور میں تین روزہ تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوا جس میں ۱۰ جماعتوں سے ۹۰ طلباء شامل ہوئے۔ تربیتی کیمپ میں خصوصی طور پر عہدیداروں اور والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق بتایا گیا۔ (شبیر احمد یعقوب مبلغ سلسلہ ورنگل)

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے
SINDHI BROTHERS & MEAT SHOP

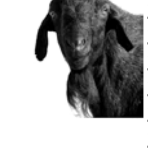
Prop. Tariq
Ahmadiyya Mohalla Qadian
Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015 Vol. 63 Thursday 2 Jan 2014 IssueNo.1

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ دسمبر ۲۰۱۳ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خطبہ کے حوالے سے عملی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپؐ کے غلامِ صادق کے طریق اور طرزِ عمل کے واقعات بیان کئے تھے جن میں ایک خُلق سچائی کا بیان ہوا تھا کہ کس اعلیٰ معیار پر ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلامِ صادق قائم تھے۔ اور پھر یہ معیاروں کی بلندی آگے صحابہ کو بھی ان نمونوں کی پیروی کرتے ہوئے کس اعلیٰ مقام پر لے گئی۔ سچائی کے حوالے سے بات تو ایک مثال کے طور پر تھی۔ حقیقت میں تو ہر نیکی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُس کا حصول اور ہر برائی جس سے رُکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اُس سے نہ صرف رکنا بلکہ نفرت کرنا عملی اصلاح کی اَصل اور جڑ ہے۔ پس ہم تب حقیقی مسلمان کہلائیں گے، ہم تب زمانے کے امام کی حقیقی جماعت کے فرد کہلائیں گے جب نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ہم میں پیدا ہوں گے، جن کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے۔ اور دوسری طرف بدی سے انتہائی کراہت کے ساتھ نفرت ہو۔ گویا حقیقی مؤمن ایک ایسا سمویا ہوا انسان ہوتا ہے جو نیکیوں کی تلاش کر کے اُنہیں سینے سے لگانے والا اور بدیوں سے دور بھاگنے والا ہو۔ تبھی وہ اعتدال کے ساتھ اپنے معاملات طے کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ برائیوں اور نیکیوں کے بیچ لٹکا ہوا ہو اور پھر دعوے بھی بلند بانگ ہوں۔ جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ جو عملی تبدیلی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں، اُس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک معاشرے کی ہر برائی کا مقابلہ کر کے اُسے شکست دے رہا ہے؟ کیا ہم میں سے ہر ایک کے ہر عمل کو دیکھ کر اُس سے تعلق رکھنے والا اور اُس کے دائرے اور ماحول میں رہنے والا اُس سے متاثر ہو رہا ہے، یا پھر ہم ہی معاشرے کے اثر سے متاثر ہو کر اپنی تعلیم اور اپنی روایات کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک بھرپور کوشش کرتے ہوئے اپنی اس طرح عملی اصلاح کر رہا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے جو ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے، یہ پوچھتی ہے کہ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں کہ جھوٹ اور فریب ہمارے قریب بھی نہ پھٹکے؟ کیا ہم نے اپنے دنیاوی معاملات سے واسطہ رکھتے ہوئے آخرت پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے؟ کیا ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایک بدی سے اور بدعملی سے انتہائی محتاط ہو کر بچنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ کیا ہم کسی کا حق مارنے سے بچنے والے اور ناجائز تصرف سے بچنے والے ہیں؟ کیا ہم پنجگانہ نماز کا التزام کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہمیشہ دعا میں لگے رہنے والے اور خدا تعالیٰ کو انکسار سے یاد کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایسے بد رفیق اور ساتھی کو جو ہم پر بد اثر ڈالتا ہے، چھوڑنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ماں باپ کی خدمت اور اُن کی عزت کرنے والے اور امورِ معروفہ میں اُن کی بات ماننے والے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیوی اور اُس کے رشتہ داروں سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائے کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنے قصوروار کا گناہ بخشنے والے ہیں؟ کیا ہمارے دل دوسروں کے لئے ہر قسم کے کینے اور بُغض سے پاک ہیں؟ کیا ہر خاوند اور ہر بیوی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ کیا ہم عہدِ بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنے والے ہیں؟ کیا ہماری مجلسیں دوسروں پر تہمتیں لگانے اور چغلیاں کرنے سے پاک ہیں؟ کیا ہماری زیادہ تر مجالس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے والی ہیں؟

اگر ان کا جواب نفی میں ہے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دور ہیں اور ہمیں اپنی عملی حالتوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جن کو یہ ہاں میں جواب ملتا ہے کہ ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دے کر بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں لیکن اگر حقیقت کی آنکھ سے ہم دیکھیں تو ہمیں یہی جواب نظر آتا ہے کہ بسا اوقات معاشرے کی رو سے متاثر ہوتے ہوئے ہم ان باتوں یا ان میں سے اکثر باتوں کا خیال نہیں رکھتے اور معاشرے کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں اور ہم اکثر اوقات بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے 99.99% یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے پختہ ہیں اور کوئی ہمیں ہمارے عقیدے سے متزلزل نہیں کر سکتا، ہٹا نہیں سکتا، لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عملی کمزوریاں جب معاشرے کے زور آور حملوں کے بہاؤ میں آتی ہیں تو اعتقادی جڑوں کو بھی ہلانا شروع کر دیتی ہیں۔ شیطان آہستہ آہستہ حملے کرتا ہے۔ نظامِ جماعت سے دوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور پھر ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو خلافت سے بھی دوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک کمزوری دوسری کمزوری کی جاگ لگاتی ہے اور آخر کار سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ احمدیت کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کی لڑی میں پرویا جانا ہے۔ اور یہی ہماری اعتقادی طاقت بھی ہے اور عملی طاقت بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی عملی حالتوں کی طرف ہر وقت نظر رکھنی ہو گی، کیونکہ اس زمانے میں شیطان پہلے سے زیادہ منہ زور ہو چُکا ہے۔ آجکل جو عملی خطرہ ہے وہ معاشرے کی برائیوں کی بے لگامی اور پھیلاؤ ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ آزادیٔ اظہار اور تقریر کے نام پر بعض برائیوں کو قانونی تحفظ دیا جاتا ہے۔ اس زمانے سے پہلے برائیاں محدود تھیں، یعنی محلے کی برائی محلے میں یا شہر کی برائی شہر میں یا ملک کی برائی ملک میں ہی تھی، یا زیادہ سے زیادہ قریبی ہمسائے اُس سے متاثر ہو جاتے تھے۔ لیکن آج سفروں کی سہولتیں، ٹی وی، انٹرنیٹ اور متفرق میڈیا نے ہر فردی اور مقامی برائی کو بین الاقوامی برائی بنا دیا ہے۔ پس ہر احمدی کے لئے یہ سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔ ہمارے بڑوں کو بھی اپنے نمونے قائم کرنے ہوں گے تا کہ اگلی نسلیں دنیا کے اس فساد اور حملوں سے محفوظ رہیں اور نوجوانوں کو بھی بھرپور کوشش اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے آپ کو دشمن کے حملوں سے بچانا ہو گا۔ وہ دشمن جو غیر محسوس طریق پر حملے کر رہا ہے، ہماری عملی اصلاح سے تبلیغ کے راستے مزید کھلتے چلے جائیں گے۔ نئی ایجادات برائیاں پھیلانے کے بجائے ہر ملک اور ہر خطّے میں خدا تعالیٰ کے نام کو پھیلانے کا ذریعہ بن جائیں گی۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم حقائق سے کبھی نظریں نہیں پھیر سکتے، کیونکہ ترقی کرنے والی قومیں، دنیا کی اصلاح کرنے والی قومیں، دنیا میں انقلاب لانے والی قومیں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر آنکھیں بند کر کے ہم کہہ دیں کہ سب اچھا ہے تو یہ بات ہمارے کاموں میں روک پیدا کرنے والی ہو گی۔ ہمیں بہر حال حقائق پر نظر رکھنی چاہئے اور نظر رکھنی ہو گی۔ ہم اس بات پر خوش نہیں ہو سکتے کہ پچاس فیصد کی اصلاح ہو گئی ہے یا اتنے فیصد کی اصلاح ہو گئی ہے، بلکہ اگر ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے تو سو فیصد کے ٹارگٹ رکھنے ہوں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر عملی اصلاح میں ہم سو فیصد کامیاب ہو جائیں تو ہماری لڑائیاں اور جھگڑے اور مقدمے بازیاں اور ایک دوسرے کو مالی نقصان پہنچانے کی کوششیں، مال کی ہوس، ٹی وی اور دوسرے ذرائع پر بیہودہ پروگراموں کو دیکھنا، ایک دوسرے کے احترام میں کمی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش، یہ سب برائیاں ختم ہو جائیں۔ محبت، پیار اور بھائی چارے کی ایسی فضاء قائم ہو جو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دے۔ اپنے ایمانوں کو وزن کرو۔ عمل ایمان کا زیور ہے۔ اگر انسان کی عملی حالت درست نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔ مؤمن ایک خوبصورت انسان ہوتا ہے۔ جس طرح ایک خوبصورت انسان کو معمولی اور ہلکا سا زیور پہنا دیا جائے تو وہ اُسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایک ایمان دار کو اُس کا عمل نہایت خوبصورت بنا دیتا ہے۔ اگر وہ بدعمل ہے تو پھر کچھ بھی نہیں۔ انسان کے اندر جب حقیقی ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو اُس کو اعمال میں ایک خاص لذت آتی ہے اور اس کی معرفت کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ وہ اس طرح نماز پڑھتا ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حق ہوتا ہے۔ گناہوں سے اُسے بیزاری پیدا ہو جاتی ہے۔ ناپاک مجلس سے نفرت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی عظمت اور جلال کے اظہار کے لئے اپنے دل میں ایک خاص جوش اور تڑپ پاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ اخلاق اپنانے والا بنائے، ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کرے جس کی چمک دنیا کو ہماری طرف متوجہ کرنے والی ہو۔ پہلے سے بڑھ کر تبلیغ کے راستے کھلیں اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ ❁❁❁

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان